

اردو میں

شعری زبان کی اصلاح کی کوششیں

(ایک جائزہ)

ڈاکٹر منظر اعظمی

آزاد زمین

شعری زبان کی اصلاح کی کوششیں

— ایک جائزہ —

ڈاکٹر منتظراظمی

درجہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

یہ کتاب از پرورش آدو اکادمی کے مافی تہ و دن سے شائع ہوئی۔
اس کتاب کے بعد جو حالت سے اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

کتاب ————— آدو میں شعری زبان کی اصطلاح کی کوششیں۔ اکادمی
مصنف و ناشر ————— ڈاکٹر مظفر ظفر
طبع ————— قشاد آف پبلیشرز، فیض آباد (پہلی)
سہ اشاعت ————— مولانا سید احمد
قیمت ————— چھتیس روپے
تعداد اشاعت ————— پچھتر سو

ملنے کے پتے

- ۱۔ ڈاکٹر مظفر ظفر، شعبہ اردو، محکمہ تعلیم، نئی دہلی، ۱۱۰۰۰۱
- ۲۔ ڈاکٹر بکرم، شعبہ فیض آباد، تلہ پٹا، ۱۲۲۱۰۰
- ۳۔ انجمن ترقی اردو، اردو گھر، ٹاؤن ایجنسی، نئی دہلی
- ۴۔ مکتبہ جامعہ لشکر، اردو بازار جامع مسجد، دہلی

(بچی حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

یہ کتاب از پبلشنگ ہاؤس امدادی کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔
اس کتاب کے مصروفیات سے امدادی کا متعلق ہونا ضروری نہیں۔

کتاب ————— امداد میں شعری زبان کی اصطلاح کی کوششیں۔ ایک جہاز
مصنف ناشر ————— ڈاکٹر حفتر اعلیٰ
طبع ————— نشاط آفرین پبلشرز، لاہور (پ۔پ۔)
سہ اشاعت ————— دہلی ۱۹۸۸ء
قیمت ————— پچیس روپے
تعداد اشاعت ————— پچہتر

————— ملنے کے پتے —————

- ط ڈاکٹر حفتر اعلیٰ شعبہ اُردو جموں لہ نور علی پور قری ۱۸۰۰۰
- ع ڈاکٹر بکھر پبلشرز لاہور (پ۔پ۔) ۱۹۸۸
- ع انجمن ترقی اُردو دہلی، اُردو گھر، مالکز ایم پی، شی دہلی
- ع مکتبہ ہمدانیہ، اُردو بازار جامع مسجد دہلی

فہرست مضامین

۵	حرفے چند
۷	شعری زبان کی اصول کا آغاز
۱۲	اصول زبان کی باقاعدہ کوششیں
۲۵	ناتخ اور اصول زبان
۳۲	دہقان ناتخ
۳۳	ناتخ کا شعری اسلوب
۳۷	عہد ناتخ میں تبدیلی زبان
۴۵	شاگردان ناتخ کی خدمات
۴۵	میر علی اوسط رشک
۴۷	شیخ اسد علی بھر
۵۰	آذر اور ان کی تخلیق سلا
۵۳	میر تقی اور اصول زبان
۵۶	صحت زبان اور متوکات کا مسئلہ
۵۸	صحت الفاظ اور استعمال عام
۶۹	بحث متوکات
۹۱	ہدایت منکوم
۹۳	ادبی معرکے اور سانی جہتیش
۱۱۸	کتابیات

حرفے چند

زبان خصوصاً شعری زبان کی اصلاح کا مسئلہ وقت طلب بھی ہے اور دیر طلب بھی۔ وقت طلب یوں کہ اس ضمن میں عام اور خواص میں ایک سلسلہ رابطہ ضروری ہے۔ عموماً نہیں ہوتا اور دیر طلب یوں کہ یہ اصلاحات خود اُسی مروج نہیں ہو جاتیں بلکہ ان کو جڑ پکڑنے اور قبولِ عام کی سند حاصل کرنے میں وقت لگتا ہے۔ ابتدا میں زبانیں اپنی اصل اور دوسری مختلف زبانوں اور یوں کے مترقب ہونے والے اثرات کے سبب کوئی خاص شکل اختیار نہیں کر پاتیں۔ یہاں تک کہ مستند اور با اثر اہل علم اور اہل زبان تراش خراش اور ترک و اختیار کے ذریعے اس کو ایک خاص رنگ و روپ اور شیخ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو زبانیں خود اپنے سفر ارتقا کے سبب تبدیلیاں قبول کر رہی ہیں اور کچھ خواص کی تراش خراش اور ترک اختیار کے سبب بدلتی ہیں۔ مگر اسی پورے عمل ارتقا میں توازن و اعتدال کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ قواعد و ضوابط معیار بندی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ مگر اگر زبان کے ارتقا کے اپنے سفر قاعدوں خصوصاً چلن کو زمین میں نہ رکھا جائے اور قواعد پر سختی سے اصرار کیا جائے تو زبانیں پھینٹنے کے بجائے سکڑنے لگی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زبانیں عوام سے بنتی ہیں اور خواص ان کی تراش خراش اور معیار بندی کا مزید انتہام دیتے ہیں۔ یہی وہ رابطہ باہم ہے جس کا خیال نہ رکھنے کے سبب زبانیں محدود اور ناقصہ تر حصے کے سبب مردہ بھی ہو سکتی ہیں۔

اور زبان خصوصاً شعری زبان کی اصلاح مرحلہ وار ہوتی ہے۔ ابتدا میں اس کو ایک خاص رنگ دینے کی کوشش کی گئی اور چونکہ زبان تشکیل کے مراحل میں تھی اس لیے سطرش بڑی حد تک کامیاب ہوئی۔ لیکن دوسرے رنگ کی بھی ضرورت تھی اور پھر یہ بھی نہیں تھا کہ ساری اصلاحات خود اُسی قبول کر لی گئی ہوں یا تمام اصلاحات کا علم بھی ہو گیا اور۔

اس لیے دعوات بھی خاصی مت تک حروج رہیں۔ اس کے علاوہ اردو شعر ابھی اپنے ہر طرح کے خیالات اور احساسات کے ظہار اور شعر کو خوبصورت اور پرناتھرنانے کے لیے جس لفظ کو مناسب سمجھتے استعمال کرتے رہے۔ اس طرح اردو نے اپنا سلی سفر جاری رکھا۔ آہستہ آہستہ پست سی تہذیبیاں جس سے سنوئی طرح پر خود بخود پیدا ہوئی وہ کچھ تبدیلیوں کے لیے مستعد شعر اور اہل علم نے باقاعدہ کوششیں کیں۔ ان کوششوں کے ضمن میں اختلافات بھی سامنے آئے۔ مباحثے درمیان کے بھی ہوئے۔ استاد شکر داد شاہوں کے اداروں نے بھی حصہ لیا۔ باغداد کا اردو دین حکم آیا اور یہ ایک مستقل اور خوبصورت ترقی یافتہ اور ملام مال زہن کی حیثیت سے جانی جانے لگی۔

وکی انہی نے اردو کے ابتدائی رنگ سے مل کر نئی سے قریب لانے کی جو کوششیں کی وہ خالص سائنسی اصطلاح سے زیادہ ایک خاص رنگ کی تشکیل و توسیع کی کوشش تھی۔ مگر بواسطہ اس میں شعری اصطلاح کا بھی انداز تھا۔

اس نے شعری زبان کی اصطلاح کی اپنا تہذیبی سے ہوئی۔ مگر اس سے پہلے بھی ہندی کا اردو لاس دایروں کی شکل کا ایک اور سے سے ہلنے کی کوششوں کا سراغ ملتا ہے مگر باقاعدہ کوشش قائم ہی سے ہوتی ہے۔ محمود طرہ ہونے کی شاہانہ آواز کے شاہانہ کے عہد میں خاصے پرورش طریقے سے مکمل ہوتی ہے۔ آئندہ اوراق میں تمام کوششوں کے اس واسطے کا ایک جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ کوشش میں غلیبوں کے موجودگی کے امکان اور انھوں کی گنجائش سے انکار نہیں۔ میں نے اس میں اپنی ڈی۔ لٹ کی نہیں ملنے کے علاوہ مقام میں تحریریں اور رجائوں کا حصہ بھی ہے کہ حصہ جو آئی، حاتم، میو، نواز، آخ سے متعلق ہے۔ نظر ثانی کے بعد شامل کیا ہے۔ میں جناب شاہین ظفر صاحب کا بعد میں ہوں انھوں نے صرف اس موضوع پر ایک بڑے بڑے کے باوجود لکھنے کے علاوہ انھوں کی جگہ بعض کتابوں کی خدمات بھی ہیں اور خود بھی لکھیں۔ اس کتاب کے پروف چھپنے وقت تک ہاں ملے انکا، شعر کی کتابت اور سیراگراف کی ترتیب فیو کے ضمن میں بھی بہت سی کہیاں رہ گئی ہیں۔ بحث کے پہلو بھی تھے ہیں۔ لٹ، لٹ، لٹ، دو سرے پانچ ٹن میں ان کیوں کی کالی کی کوشش کی جائے گی اس سوال کے لیے بھی خدمت خود ہوں۔ یہی اردو انڈیا کی کھنڈاں ہیں شکر گزار ہیں ان کی مانی امانت سے کتاب چھپ رہی ہے۔

منظر اعلیٰ
اردو جہان

”شعری زبان کی اصلاح کا آغاز“

اردو کی ابتدائی شعری شکل پر ہندی یا بھاشائی روایات کی پرچھائیاں بڑی تیزی سے پھیلی تھیں کہ فارسی روایات نے بھی اپنا اثر بڑھا، شروع کر دیا یہاں تک کہ سترھویں صدی کے نصف اول ہی سے ہندی اور فارسی روایات کی کشمکش نظر آتی شروع ہو جاتی ہے۔ دکنی شاعر عیدل کی ”ہرمیم لکھو“ (۱۷۹۳ء) پہلی تصنیف ہے جس میں ایسی روایات کے برعکس فارسی روایات کا غلبہ نظر آتا ہے۔ حسین ذوق کی ”مصال اہل طغیان“ بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ دکنی ادب پر فارسی ترکیب، لہجہ و آہنگ اور فارسی شعری لفظ کے صحیح تلفظ کے ساتھ استعمال نے اس کی زبان کو نکھار دیا ہے۔ دکن سے پہلے کی غزلوں، شہزادوں یہاں تک کہ مرثیوں میں بھی بھاشائی پس منظر کا ایک جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ دکن کے ابتدائی کلام میں بھی یہ اثرات ملتے ہیں۔ مگر جب سے دکن سے فارسی سے استفادے کا عمل شروع کیا اس کی غزلوں کا رنگ ہی کچھ اور ہو گیا۔

اصلاح زبان کی ابتدائی کوشش

دکنی نے جب تکلیف میں اپنے دوست سید اہلحالی کے ساتھ دکنی کاسر کیا تو انھوں نے اپنے پیر شاہ سید محمد گلشن سے بھی موافقت کی۔ شاہ گلشن شیخ عبدالحامید سرہندی سے روایت شاہ گل کے مرید تھے اور یہ مجدد دلف ثانی کے پوتے تھے۔ شاہ گلشن نے اپنا تخلص گلشن اپنے پیر شاہ گل ہی کی مناسبت سے رکھا تھا۔ شاہ گلشن مجدد کی ترکیب کے ورثہ دار تھے۔ اس لیے جب انھوں نے دکنی کو مشورہ دیا کہ ”اے صاحبزادہ“ فارسی کے بے کار افتادہ انداز، در پختہ خود بکار بیر۔ اذ تو کہ محاسبہ خواہ گرفت مصل اور بقول قدرت اللہ شوق یہ الفاظ کہے کہ ”شہنشاہ دکنی“ لکھنا شروع کرنا اور موافقت و موافقت

مقلی شاہ جہاں آباد موزوں بکنیہ کرتا موجب شہرت و رواج قبول خاطر صاحب جہان عالی
مزاج گروہ علاؤان کے ذہن میں مجتہدی تحریک کی خصوصیات بھی ہوں گی اور ساقی تغیر
کے لیے اردو کو بھاشائی رنگ اور تہذیبی پس منظر سے نکال کر فارسی ڈھنگ اور بھی ہلائی
حسن کے قریب بھی لانا چاہتے ہوں گے اور صاحب جہان عالی مزاج کے شایان مشائی
بھی بنانا چاہتے ہوں گے۔ ڈاکٹر جمیل جاسی کا خیال ہے کہ چونکہ شہابی سہ کا تخلیقی ذہن اس
وقت ایک شدہ پرانہ کوئی کشمکش کا شکار تھا۔ وہ فارسی کو ذریعہ اظہار کے طور پر اپنی تور کھانا
چاہتا تھا لیکن یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ فارسی میں اس کی تخلیقی قوتوں اور صلاحیتوں کا اظہار
بہت دشوار ہے۔ اس صورتحال میں جب وتلی نے دکن کی ادبی روایات کو فارسی روایات
کے غالب میں ڈھالا تو ایک ایسی روشنی پیدا ہوئی کہ شمل کے اہل کمال بھی فارسی کو چھوڑ کر
اسی کی طرف بلکے۔ وتلی کی شاعری کے اس نئے رنگ صوب نے ایک وقت تخلیقی ذہنوں کی
اس خواہش کو بھی تسکین دیا کہ فارسی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے مگر اس دھڑلے کو بھی دھک دیا کہ
تخلیقی قوتوں کا اظہار فارسی میں ان کے لیے بہت دشوار ہو گیا تھا۔

گیا اس غایت کی تحریک کے مقاصد کی

تین سطریں تھیں۔ پہلا مقصد مجتہدی تحریک کے حوالے سے ساقی تغیر کے ذریعے اس جہد کے اثرات
کی منہ جی اور تہذیبی روایتوں سے اس کو جوڑنا تھا اور صاحب جہان عالی مزاج کے سجاد کے
مطابق بنانا تھا۔ اس لیے کہ اس وقت ہر زبان عوامی مقبولیت کے سبب حای ب دلہو اور رنگ
و آہنگ سے منتر تھی۔ یہی وہ ذہن ضابطہ تھا۔ واسطہ تھا۔ اسے اخوان برداشت نہ کر پاتا تھا اور
عوامی زبان میں کشمکش، روشنی شرفاء کے خون سمجھتا تھا۔ وہ میرا کہ تخلیقی قوتوں اور صلاحیتوں
کے اظہار کے لیے فارسی سے اہلانے کر ان گھر اردو کو تلاش غرائی کر ایک ایسا دورانی پیکر بنا دینا
تھا جو فارسی کی ہم پری کر سکے۔ اس میں واسطہ اردو کی دست اور پھیلاؤ کا تصور بھی شہید تھا۔
ان مقاصد کے ساتھ اس تحریک کی ابتدا ہوئی۔ مگر اردو کا بھاشائی رنگ کچھ کم چکا نہیں تھا۔
اس پر نصب یہ ہوا کہ اظہاریوں میں کسی کے لکھنے کے شعرا بندی کے زیر اثر اہلہم کوئی کے چکر ہیں پس گور

علاؤان مشرقی مسلمہ میں نہ کوئی رتبہ تھا اور فارسی میں ۱۱

تہذیب کا ادب اور جملہ نقل از جمیل جاسی ص ۱۱۰

نوایک و بیع صدی سے بھی زیادہ مدت تک کسی سلسلے میں سرگرداں رہے ہیں۔ ایہام گوئی کی حالت
 کے سلسلے میں مرزا مظہر جان جاناں اور اس کے شاگردوں کو خاصا ہی ہندو چید کر لیا۔ مرزا مظہر
 اور بلا واسطہ مجذبی تحریک سے متعلق تھے۔ اس کے شاگرد و شاہینا ہندوستان میں یہودی و ہرود
 ۴۱ کے خلاف تھے۔ اردو کا اس وقت کہ رنگ مرزا مظہر کی نفاستہ و استقامت سے
 میل نہ کھاتا تھا۔ خود اس عہد کے سب سے اہل علم بھی یکتہ کو پایہ اعتدال سے سانس نہ کھتے تھے۔
 اسی لیے ہمارے وہ جس شخص فتنہ بیچ کے لیے کچھ کہہ رہے تھے۔ اخبار خیال کا اصل درجہ نوفا رہا
 ہی تھی۔ مگر جب مذہبی کے استقامت نے ان کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ حقیر کی تو اس کے لیے کافی
 چارہ نہیں تھا کہ اس زبان پر رتبہ کسرتے کو بند کر کے اس کو اخبار خیال کا وسیلہ بنائیں۔
 کہا جاتا ہے کہ جب مرزا مظہر نے اردو میں شعر کہنے کی ابتدا کی تو ان کے سر پر نیاں نے ان کو
 منع کیا کہ یہ ان کی شخصیت سے دھارنہ نہیں ملے گی۔ اسی سبب سے مرزا مظہر نے ان کے شاگرد
 خان آندواد احمد کے دامن علم سے وابستہ فاضلہ مصطفیٰ صاحب طباطبائی علی مرتضیٰ نے
 ایہام گوئی کی مخالفت کی۔ چونکہ شاہ محمد امجد گشت کے شخص کے بعد دلی کے یہاں شری
 خود پر یہ روشنی موجود تھی۔ اس لیے صوبہ زبان کے لیے راستہ ہموار کیا۔

اصلاح زبان میں دلی کا حصہ | دلی نے غزل کی زبان کو جب مناسب خارجی ترکیب
 پہلے اور آہنگ کے ساتھ آہستہ کر کے اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا تو دکنی خطاب بھی
 اور عورتوں کا اظہار عشق کرنے والا اغاز وہ کیا اور اس میں زندگی کے ہر رنگ کے خوبات کی لہجہ
 کی صداقت پیدا ہو گئی۔ دلی کے شعراء کے سلسلے میں مسٹر ہگاری نے نئی فیس کی جی۔ پہلی وہ
 جس میں خالص دکنی یا گری کے اخراجات نمایاں ہیں۔ دوسری وہ جو مغربی تھانہ جی سے اس
 وقت کی زبان میں لکھی ہے۔ تیسری وہ جو اس وقت کی نہیں تھی۔ کی زبان معلوم ہوتی ہے۔
 مثلاً

بحرہ شوق ساری میں استو ہے سحر ساری کا
 توں سرسوں قدم ملک جھک میں گویا ہے قصیدہ انوری کا

علی محمد ہمدانی کا دبستان شاعری از ڈاکٹر محمد الحسن ہاشمی ص ۴۴

۔ تراقد مہر عجب جستہ دیوان خوبی ہے ۛ تری یو بیت ہر دہر دستا ہے ہاکی کہ
 ۛ تجھ لب کی صحت لعل بدخشاں سوں کہوں گا

جادو ہیں ترے نین فرماں سوں کہوں گا
 دی حق نے تجھے بارش ہی حسن شکر کی

جاکشور ابراں میں سلیں سوں کہوں گا
 ۛ کتاب کی کبر مکھن تیرا خداست ۛ تیرے ہر دے کے دھرم سے اسکا بندہ ستا
 ۛ تیرے لب ہی بظاہر حق کو زخیر خوبی ۛ ۛ خل عزیز تیری پر پاں آسکھڑا دتا

ۛ دیکھ لہر سچ تجھ دھند کا ۛ ہے مٹا لہو مطیع اوار کا
 ۛ معنی کے جو میں یہ ہے بل سوا ۛ چھ گہرے دیکھے تجھی خیل پہ

ۛ کہ لے اہل نظر بوند میں لب لعل ۛ رنگ یا توست چہ پہ خطہ بچان میں آ
 ۛ چٹرباب ہنسا جگ میں کید ہے حاصل ۛ یوسف کن ترے چاہ زخندان میں آ

اسی طرح سے بڑی اندازہ ہو جاتا ہے کہ غزل کی ترکیب، غموں اور مستندوں کا شعل
 ہے اور شعور، نیت اور اسلوب ہر اعتبار سے اردو غزل فارسی کے ہم رتبہ ہوتی جا رہی تھی۔ دکنی اردو
 غزل کے، سی پے باوا آدم نہیں کہ ان سے پہلے کوئی غزل گو یا صاحب دیوان شاعر نہیں تھا بلکہ اس
 لیے ہی کہ دکنی نے اردو غزل کو جو ایک خوبصورت رنگ، ایک دلنشیں، ایک سو ایک دلکش
 لب و لہجہ بخشا وہی اردو غزل کی پہچان بن گئی۔ بلکہ اردو میں اس رنگ و روپ کے ساتھ جب نین
 کا دیوان دلی پہنچا تو صرف دلی کی فکر اس انداز اور لب و لہجے کی دھوم مچ گئی۔

دکنی نے صرف غزل کی زینیں بنائیں بلکہ غزل کے متعدد شاخوں کا تجربہ اردو میں کیا اور
 بہت سی غزلیں لکھیں اور محاوروں کو اردو کے قالب میں ڈھال کر زبان کو زیادہ صاف اور
 شستہ کیا۔ اس سلسلے میں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

امیر خسرو کی مشہور غزل کا مطلع ہے۔

جہاں زخم بردی و درد جاتی رنوز + صدا دلدی و درد مانی رنوز
وہی کہتے ہیں

تو ہے رشک ماہ کنعانی رنوز + تجھ کو ہے خواب میں سلطان ہنوز
نظری کا مطلع ہے۔

م غوش است اور بکدل مرعہ کز کوفہ + سخن ہفت گشت، گز دراز کردی
اس زمین میں وکی کا مطلع ہے۔

ہے ناز میں صم کا زلف دراز کنا + فتنہ کا مشتاق پر دروازہ باز کرنا
نظری کا شعر ہے۔

نہ جہاں گرفتہ جا سہاں جاں شیر + کرتاں تر او جاں داز ہم ہنہ کردن
وہی کہتے ہیں کہ۔

یسا ہے اگر تیرا خیال جیو میں + مشکل ہے جیو میں تجھ کو بے بند کنا
میر غزوہ کے اس شعر کو کہ

امیر بالیں میں بر خیز لے لہاں لبیب + صدمہ عشق ما مار دہلا دیل نہ است
وہی نے اس طرح پیش کیا کہ

م دردہ روان کردم حکیم کا + بن وصل میں علاج کے نیم کا
خواہ صدمہ کا سہرا ہے م + اب دنگ وصال صدمہ حاجت دے نیا ما
وہی نے اس کو یوں لپھایا کہ لباس خوب کی حاجت ہیں غم کے خواہے کو
نظری کا شعر ہے

م تحقیق عالی باز گہ میں توں خسود + م نے خال خویشیں بربا نہ شام
وہی نے اس کو یوں بیان کیا۔

م بنیم نے قدم پر کیا میری طرف آج + یہ نقش قدم منو بہا پاکسا پہل ط

ط شعر الہند حصہ اول ص ۲۸-۲۹ ط مگر غزل لفظا کر شعر میں مدعی ص ۳۰

اسی طرح انھوں نے قدسی محاوروں کے ترجمے بھی کیے۔ مثلاً

دل بسکن	•	دل ماخذ صنا	•	قلعے : بندھیا دل کوں اپنے فتنہ والا سے
خوش آمدن	•	خوش آ	•	• دلی کی گلشن میں کر خوش آتا ہیں محروں
دم زند	•	دم مارنا	•	• جھپٹتی کھوپریاں مطلقاً ہے خاکسار کا
داسی گرمی	•	داسی پڑنا	•	• نوپڑیوں ہے جہد میں پکڑا عشق مجازی کا
طیور گرفت	•	شیعہ لینا	•	• پایا ہے اس سبب دل نے میرے فیروز ملک کا
دوا کشی	•	دوا رکھنا	•	• رکھتا ہے کیوں جنا کو مجھ پر حالے عالم
آب کوں	•	آب کرتا	•	• اے دلی دل کو آب کرتی ہے
نہز کوں	•	نہز کرنا	•	• کرتی ہیں تیری چٹاں مل کر نہز گئی
گرم شفا	•	ہاتھ گرم ہونا	•	• ہاتھ گرم تیرے عشق کا بازار ہر حال
جلت ہون	•	جلت ہونا	•	• جلتا ہے جلتا کر میں سے جہد ہے جلتا
حب گرفت	•	حب لینا	•	• لینا ہے اس کے بازو اکا حساب آج
تھاں کر	•	تھاں کرنا	•	• تجھے مکہ کا درجہ ہوں مٹا دیا آئی
کریشی	•	کر بامعنا	•	• آیا ہو مکرانہ کے نور و جفا پر
جا کر	•	جا کرنا	•	• گوہر اس کا نظر میں جا کرے
چشمہ عشق	•	چشمہ رکھ	•	• چشم رکھتا ہوں اے عین کے پڑھوں
جنا کشید	•	جنا کھینچنا	•	• سنا جانا کھینچتے ہیں جنا
بتگ شدن	•	بتگ ہونا	•	• اے دوستوں بتگ ہو احوں میں ہوش ہے

ڈاکٹر محمد سید صدیقی مرحوم نے ایک مضمون "دلی کی کہانی میں" لکھا ہے۔ مثلاً

قدسی محاوروں کے ترجمے، اور قدسی تراکیب کے استعمال کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

قول دادن • قول دینا • بجا ماندن • بجا پہنا • گوش کروں • گوش کرنا

بسناسن • بسخ بختان • بسخ بختا • گرفت • در لینا • دیر • عدا داسی • تراکیب مثلاً

سامان طرازے تیار، تمیر فرمان و نظامی، قدرت بدستہم، حصار خاموشی، یوسف کنعان ط
 شمع روم اہل سنی، دھک بڑوں کی وجہ اس کے عہد بھی بہت سی ظری ترکیبان
 کے کام میں منجائیں گی۔ شہزاد کتب و کور، سکوت بے معنی، جی بختی بیلہ، دو چراغ
 بزم حس، ہمدردی ستار، گوہر کھنجا، آئینہ مصافی، غار نقش مراد آئینہ، پریشانی
 (دشمن، آتش سہل، دماغ حاشی، ویدو بیدار، بہتر دور، چراغ گل، سراج ہستم، برگ بخت
 سے باعث محبت، اہم وانی، چہرہ۔ مادی کے اس، اختلاس نے مکی کے کام کو چار چاند
 لگا دیے، اس سے ان کے دست علم کا بھی اشارہ ہو جاتا ہے۔ ظفر عبدالتدین نے اپنی موعظ
 نے بھی کہا ہے کہ۔ دینی نثار، ظلال کے جہاں میں حالاً ہی مقام تھے یہاں سے یہ
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے اہل علم میں سے تھا۔ وہی نظم و نثر کے سحر کار ہی اس
 کے مطالعے میں نہ رہے تھے کہ علوم بھی، سی کی غرضی، کام کے صواب و خطا کو کوئی
 جانتا تھا اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ انصاف کے واسطے ہر چیز کی کھجور جی ہر حالتی ہے
 ظری سے استعارے کے ذریعہ دیکھو کہ منہ ہمداس کے واسطے کو ماسال کرنے کا
 حل صرف دینی تک محدود نہیں ہا۔ بلکہ شعری و حدی کی وہیم گوئی کے خلاف شعرا
 خصوصاً میرزا اسلم تیرہ سوز و غیرہ نے اس کو بوجہ جاری رکھا۔ ان کے بعد کے زمانے میں
 بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ۔ ان کی چاں بٹک، نوائی خرائی، عہد قواعد و موا
 کے ذریعہ اس کا بک بک سوز کرنے کی کوشش کی گئی، اس سلسلے میں حاتم ہے نثار
 ہیں جنہوں نے سلاخ چھ لفظوں کو ترک کر دیا۔ اور تظہر کے کلمہ کا سہرا اٹھا۔ اس کی
 غلطیاں دست کیں۔ صاف کے ساتھ و کے تغیر کرنے پر پندی لگائی، ان کی کوشش
 نے اختلاس کے ساتھ ساتھ ترک و اختیار کی بھی راہ دکھائی۔

ط ملاحظہ ہو دیکھ کر ان کی زبان، نہ مکرر حد سے حدی، شمولہ ملاحظہ ہو ان کی

اصلاح زبان کی باتا عدد و شش

[illegible]

وہ حروف و ماخذ آں مگر بائے ہوز را بلی کردن بہ الفا کہ حاتم نامہاں وہ محاورہ
 دارند۔ چندہ دیں اسر بہ مطابقت چھوڑا دست بہ چا پھر بندہ را بنداد و پر وہ را پندہ اعلیٰ
 از قبیل ہاشد نامی تاحہ و آتا کے شرح وہ۔ مختصر کہ الفخ غیر فصیح انشاء اللہ نہ ولہد ہوز تمل
 مختصر آہ کہ حاتم نے اپنے مطہر سے آگے بڑھ کر زبان کے حسن و صورتی ماسبت
 کا سب سے پہلے احساس کیا اور بعض صورتوں میں مناسب اصلاحیں تو یہ کہیں۔ مگر جب
 حاتم کی اصلاحات مکمل ہو کر پورے طرز پرستہ و فہم نہیں تھیں مگر یہی کیا کہ تھا
 کہ انھوں نے محسوس تجلویز مرتب کیں۔ یہی انہیں بلکہ ان پر پہلے خود عمل کیا وہ اپنے دیوان
 کا انقلاب مرتب کیا اور وہ مشاعر لطیفی کر دیے جن میں حسن کے اصولوں کے مطابق کوئی
 مستقیم شاعر و الفاظ کا اس سے طرح استعمال کیا جس طرح اسے توجہ کیا۔ مثلاً یہ کہ شاہ آہ و
 وغیرہ کے یہاں میں اس میں کے توانی حار تھے حاتم نے ان کی اصلاح کی جو آج تک تمام
 ہے۔ حاتم نے بہت سے الفاظ و جہ میں متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک کر دیئے کو مانگا
 قرار دیا۔ فصیح، صبیح، بیگانہ اور دیار۔ کو صبیح کہا اور جسی، مکی، بگناہ اور دوانہ کو صلا قرار دیا۔
 قابیوں میں اسے اور اسے کے قابیوں کو صلا ضمیر یا۔ البتہ ہائے ہوز کے نظموں کو الف
 میں بدلنا غلط نہیں سمجھا۔ عربی طرز کے الفاظ اس اور قبیل اور ہندی اور دکنی کے فصیح
 اور تانگی، رھٹوں کو حذف کر کے طرز کے سوزوں و مناسب اور غزل آہنگ نظموں کو، واقع
 و ہے کی کوشش کہ انھوں نے ٹھکانا اور ٹھکانا کی جگہ تھہ کو اور کتیں کی جگہ کے ہے اور کے
 واسطے تجویز کیا اور حر، کیدھر، کستی، پال، دوان اور یہ کو تانگی بل مستحق سمجھا اور بہت سے
 ہندی الفاظ مثلاً نیچ، جگ، عدوت وغیرہ مناسب سمجھے کہ ان کا استعمال موقوف کر دیا۔
 یہ گجرات ہے کہ ان میں سے بہت سی تجویزوں پر بعد کے لوگ بھی حاسی صحت تک
 عمل کر سکے۔ مگر یہی کیا کہ تھا کہ حاتم نے صوتی آہنگ چھپتی جہتی کو نکال دیا کہ
 کہ بعض نظموں کی کہ بہت اور بعض کے صبیح اور کی طرف اشارہ کیا۔

مذکورہ اور دیگر خصوصیات اکثر راجا طوٹن پنی اصولوں میں مذکور ہیں مگر درجہ اولیٰ و ثانی
 میں گزشتہ تجویز میں مذکور ہے۔ ۱۰۹

اور جہاں سے جب حد قیاس پر پہنچا تو وہی حرف منقطع جہاں سے پہنچا وہی لفظ تھا۔
خواص اور عوام دونوں کے لیے ضروری گروی گئی اور یہ چارے شاء تا تم کی بہت سی کے
مضافہ قلم سے نکل کر دیوان زاہد تک محدود رہی خط

میر و مرزا امیر و مرزا کے شعری مرتبے اور ان کی عظمت کو بیان کرنا یہاں مقصود نہیں بلکہ
ان کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انھوں نے نہ صرف عربی کے بہت سے لفظوں کو
تراش کر عمدہ کر بیکڑے شعر فارسی ترکیبوں اور محاوروں کے توجہ اردو میں شامل کر لیا اور
'بیت' سے فارسی شعروں کو اردو کا لباس پہنا کر انھیں اس طرح پیش کیا کہ وہ ترجمہ ہی نہیں معلوم
ہوتے۔ ان کی یہ کوششوں سے اردو ادب میں وسعت، اظہار میں قدرت اور شعور میں
صباوت اور تازہ تہ پیدا ہو گئی۔ انھوں نے لفظوں کے دامن سے خدامت و رنگی کا نفع اٹھو
کر نیا سیرس چھایا اور اردو کے لفظی ذخیرے میں نہ کہے ہوئے صاف ستھرے حال کا اضافہ
کیا۔ ایک طرح سے یہ لفظوں کے اپنے سفر کی بھی دہشتی ہے مگر چہ اصول شدہ لفظوں پر
ان کے جہد میں بھی جتنی سے عمل نہ ہو سکا اسی لیے کہ یہ بزرگ اپنے شعور و مہارت کو پیش کرنے
کے سلسلے میں جو خط و طرح مناسب سمجھتا استعمال کرتے۔ مگر اصول شدہ لفظوں
کے بھی استعمال سے اس دھماکا کا اندازہ ہوتا ہے جو ترقی زبان کے لیے ذہنوں میں پرکٹیں
پاؤں دینا ہے۔ درج ذیل فہرست میں شامل الفاظ ترکیب جوہر، شعر الہد اور بکھڑ
کا دبستان فارسی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے اخذ و منتقل کی گئی۔ چھی
مثالیں ہیں۔ انہی میں سے کہ حفظ مستغنیہاں بھی کھسے جاتے ہیں۔

صلہ وقت دلی، تبدیلی تیر و مرزا، حفظ وقت دلی، تبدیلی تیر و مرزا

کرمی	کبھی	جھلی	بجلی
کدھیں	کبھی	چوہا پیا	معلوق
اکھیاں	انکھیں	نہی	فرع
کدومت	کومت، کر	خرگن، سامی	معلوق

مخافہ قلبی ،	عبدی میر و مرزا ،	معدومت و قیام ،	ہدی بیڑ و مو
بنا	تتا	تھوں	چھڑوں
لول	قل	حنا	تھاری
سی	دل	چھٹا	چھوٹا
کال	صوت	نیٹا	چشم
سسی ہوں	ہے	جھوں آگے	جھوں کے آگے
پہ	ای	تاثر کیا	تاثر کی
جھک	جھک	جھ	جھے
تھی	کو	جن	جس نے
تا	خپی	جا	چکر
چھن	ہے	درو	دھا
تا	د	کسی	پاس
نے	می	سند	دنیا
برا	عش	چنبر	عشق
جینر	اندا میا	چکر چکر	چکڑی کی چڑی
کوش	نیت ہیار	جگ	چکڑی
دجا	دکسا	جگ	دنیا
موہن	مٹوں	جگ	جگ
اتھا	تھا	جگ	بیر
نہ	نہ	جگ	گوشت
باٹ	پرست	جگ	ملند
جو	چکر	فردن	پیشہ
دکا	دکھا	جس	چھوٹا

و جب نام نہ لے کر بھیجے تب چشم پر ٹوٹے + اس طرح سے جیسے کوکباں سے جبروت
کھینچے ہی آتے تھے کئی جہتیں گریباں + اگلے ترسے رخسار کے گرد لگتے تھے

و بد شگونہ دلوسا کی بکسرے سدا کرنا + کوئی ملک سے پہنچیں وہی حکم کرنا
کوئی طاقتور نہاں کی کرک غل کی حیثیت + انیس ہزار تھے رہا نہیں ہی خیر کرنا
اسی طرح سو پہنچنا طرح کرنا، حرف جو، سرزد ہونا، تھنا کر ساز کرنا، تعب کھینچنا، رخصت کرنا
سدا کرنا، جو کرنا، نیند کرنا، گردنا، تکلیف کرنا، ہونے کھانا، غزوہ ہونا، چشم سپہیل کرنا
یانا تھہر رہا، کھانا گردن ہل سے باریکہ کرنا، منہ سے دودھ کی بو آنا، ایک نگاہ کو بھی
دفا کرنا، ترنا، ترسنا، ہنا، صیغہ، دغیر، معاصد، دغیر، بھی براہ راست فدی سے
ترجمہ کرنا، دو میں مستقل ہونے کے۔

عربی و فارسی اصطلاح سے مرکبات بنا کر، دو میں داخل کیے گئے، شفا ز دہنی، جربج
محرری، پنبہ دہنی، زبان شمشیر، آتش زیریا، منے آتھس دیہ، کشتی جربج، دیکھ
گردی جینا، دست بیو، سو جہان، اسرار، آواز، تھنا، تھکت گل، تھہر مل، محکا، غارتاواں
موج جبر، حلقہ دگر، بگہر، گردن، حرف زیری، دل غراں، پناہ، سر بیہیب، تلک
صحر، وحشت، جہاں کشیدہ، خلد برانداز، جن، طوفان، دیکش، ساحل، دس، سفید
ملکت، صاب، جو، ندی، لاہ، تر، ام، نوم، دیکش، ملای، محل، خجالت، سد، ابتدا، غری، سد، کج
نوم، بوم، ملک، دلانے، قاف، سان، بوطی، شک، دمت، کج، کادی، جگر، ران، حرف، شلو
سر، شمشیر، رہ، سجاد، آفت، دل، عاشقان، عظم، علم، حور، پیش، کش، سادہ، خود، کاپ، مستی
الاحوال، جلا، صفا، آفر، لامر، فی، الفہ، مار، القراع، طہ، بھائی، بے، تھا، صفا، ملک، ہر، زشتی
کن، ملک، صفا، دہیز، مد، رب، صفا، آفت، زبون، دل، گری، ایام، شاف، تہ، پر، یہ
دنیا، یا، نہت، یک، بیاں، بے، کسی، دشمنی، دست، زہیز، خستوں، دوا، من، کشیدہ،
حلقہ، دگر، بوطی، برق، زود، حلق، بریہ، آفت، رسیدہ، لوز، یہ، گریاں، دیکھ، بھائی، کج
ناقامت، نہم، جہاں، دجیاں، خلعت، دغیر۔

۱۔ زرق و خرم۔ لگا کر ہی ظلم۔ ۲۔ رستم و سیمین کی جھولنے بجات (ظہری)
 ۳۔ حصار پر پائیں جو بند ہے دھکے۔ ۴۔ آئینہ مرے ہی میں ہیں ہر لہر ہو (بہار)
 ۵۔ بونہ یا مہی کی سست و فانی آید۔ ۶۔ ساوازد است گرید کی زکھ شد م (ظہری)
 ۷۔ کجیت چشم میں کی جگہ یہ ہے سود + حلقہ کو مرے ہاتھ سے بیا کر چلا میں اسودا
 ۸۔ ان حصوں کے علاوہ جس کی بہت سے گز چکی ہے کچھ حصہ نظروں سے بھی ہر تقاضی
 ۹۔ شکل و صبا کی مثلاً سکھ، سحر، تھ مولہ تھ سہوں اکوے، کوئی، دیکھ، دلچہ گز نغز ہونہ
 ۱۰۔ لہ کر، ادون سا، ادون کے سوا کہوں، کیونکر آئیں، کیا افسی، جھوٹوں اجلے ہنسلے
 ۱۱۔ ماں اکوں، کو اڑیک، زک و زردیک سچ، سحر، گھنا گھولنا اس غریباں ہر چہ
 ۱۲۔ بوجھے، کچھ ادا ہے طبع رما دی ہے میں و ما اچھ ہا ہ آ انھیں اکسوا، جیو، جی و د ج،
 ۱۳۔ دوسرے ہو گئے۔

لیکن اس کے باوجود ہرگز ہر حق کے عہد کے دوسرے عہد کے پہلے سبھی
قاعدوں کی پابندی نہیں ملتی۔ اصل میں یہ اس کا تشکیل دینا تھا جس سے
کے سامنے پہلا کام یہاں کو وسیع کرنا اور اسی کو مختلف انواع و اقسام کے
تھا۔ اس میں اس کے بارے میں ہے، اعتبار کیا جاتا ہے۔ بعد پھر یہ کہ انھوں کو ادا کرنے
کی خاطر ان کو جس زبان یا دور کا بھی مسئلہ حل کرنا پڑا۔ اس نے اسے بے تکلف مان لیا۔
مثلاً میرزا صاحب نے دستخط کو دستخط، قرآن کو قرآن، خیال کو خیال، جدید کو جدید، مسجد
کو مسجد، اور سب کے نزدیک باہر سے نہیں کیا۔ ایک لحاظ سے یہ وہی ہے جس کے
فطری اصول کے مطابق تھا۔ اس لیے کہ ان کے استعمال سے واضح سمجھ بڑھیں والی
زبان یعنی چینی کا ادا رہتا ہے۔ اس دور میں وہی کی دستخط اور حقائق کا تجربہ کرتے
ہوئے اگر کوئی محسوس ہاشمی لکھنے پر کہ۔

یہ مسئلہ ہے کہ اس دور میں حقیقی کچھ بیلوں کی بدستوری اور صفائی حوائج اتنی کسی نہ ہو رہی تھیں، ہولناکیاں، مصلحتیں نے زبان سازی میں بہت کچھ ترش ترش کی، نیکی کی کج خاص بہت ہے، تھی کہ جو حمد ان سب فواد کے جو مضموں ان کے خیال میں آتا تھا، اس کو بوجھ میں

ہیں کے حصول ایسے سخت نہیں ہے کہ جن کی وجہ سے روایتی کا خون چودہ ان کی آواز پر اظہار کی صورتیں بہت تھیں۔ مثلاً ① زبط کا بھڑکا ہوا غلغلہ ہندی مدہوں اور کتھن کا اثر تھا ② ہندی یا ہندی لہجہ کو بعض اوقات تخفیف سے بدھ جا ③ لفظ کے حروف کو بڑھا دینا ④ سامان کو سحرک اور تھوک کو ساکن صنف کو متند کو صنف کر دیا ⑤ عربی، ہندی، سماں لفظ کو بدھ یا بدھ اوقات بگاڑ کر بھجھا کر ورنہ پورا ہو جاتا ہے۔ ⑥ ثقیل اور غیر ثقیل لفظ سب کو ملا تفریق بدھ صلا ⑦ صیغہ کو ترک کرنا اس کو پھر ضرورت کے وقت استعمال کر لیا ⑧ لہجہ کی سختی سے پانہ کی زکامہ یا بدھ حال صلاطین زبان کے سہلے میں یہ کیا خاصیت تھیں۔ ایک باقی رہی۔ یہاں تک کہ تاریخ کے شاگردوں اور پیرای کے شاگردوں نے ترکہ واضعہ کے سہلے میں سختی کی۔ اور اسی کے لیے مستوی شاگردی کے اداسے کو استعمال کیا۔ تو یہ فخریہ کے متعدد صیغہ کے اور سہلے جوئے الی زبان، مرکز زبان اور لسانیوں کا سہلہ صیغہ پر بحث آیا۔ مگر یہ کہ اسی سے اردو زبان کو خاصا فائدہ پہنچا۔ اسی سے انکار بھی کیا جاسکتا۔ جہد تفسیر سختی میں بھی کوئی ایک لفظوں میں نہدی اور متعدد لفظوں، خصوصاً اگر بری لفظوں کا اضافہ ہو۔ انسانی زندگی کے لحاظ سے زبان اور ترکہ واضعہ کے متعدد صیغہ لفظوں کی نشاندہی کی۔ مگر اسی سہلے جو تہرت تاریخ کو ملے وہ ان کے شاگردوں کو بھی ملی۔ حالانکہ زبان کے سہلے میں جو کہ بھی سہلے کو ششیں جوئی وہ ان کے شاگرد ہندی کی تھیں۔

خط رنگی که دست‌نویسهای دهی شده است، بی شک متعلق به قریب یکصد و بیست و شش سال بعد از وفات حضرت امیر است که در آن خط مشهور است و در آن خط نیز.

علاء الدین شمس الدین محمد بن عبد السلام غفرلہ مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی

تاسخ اور اصلاح زبان

شیخ امیر بخش اسی نے شیخ کو جو وہیم کے نواسہ کہتے تھے وہم علی سادہ کو لے کر لکھنؤ
آج تھے وصول نہیں کیے تھے وہم علی کہتے تھے سادہ علی کہتے تھے سادہ علی کہتے تھے
سہ رہا سہ ہے پیسہ ہوتا تھا نہ تھی گھوڑی تے وہم علی کہتے تھے سادہ علی کہتے تھے
خلص خود اسم ہنسے انکا کلمہ - جو طہر ہو گیا تو یہ ان سادہ کلام دیکھ کر قلیل
نہا شیخ کہتے تھے

چو کی کہ: اہیں مہربانی ہو سب میں خود بخود تیری کائنات میں شوق امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ حضور
نے تمام پیغمبروں کی خدمت پر ایک شریعتیں منسوخ کر دیں۔ ۱۰

[illegible]

یہ ہے چہ ہر دور و زمانہ

کیرانی میری دکھائے جائے۔

جو چھریں پیشانی پناہ فطری (۱۰۰)

نفسانی ہے ہر دور، ذہنی و فطری، جو کہ فطرت میں ہے یہاں کیرانی ہر دور میں ہے کام
میں شغل ہے، (۱) کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے، (۱۰۰)

نہ سہل ہے بل ہے دہری تیری، (۱۰۰)

کیرانی میں ہے ہر دور میں کیرانی ہے، (۱۰۰)

اسے فطرت خوب کا، (۱۰۰)

اسی طرح سو، وہ کیرانی میں کیرانی کے کیرانی ہے

یہی حال کیرانی اور فطرت کے ہر دور میں کیرانی ہے

فطرت ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

فطرت ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

کیرانی ہے ہر دور میں کیرانی ہے کیرانی ہے کیرانی ہے

لی تاہم کا جب شروع ہوا تو دور دوری برپا ہو گئی تھی۔ احمدیہ میں یہ دور دوری
 حیدر نے دلیک ان سے بہت سے قطع تعلقی کر دی۔ رفتاری کہتے ہیں کہ اس زمانے سے
 شروع ہو کر انھوں نے جو اصول و ضوابط وضع کیے وہ سب تمام سید القادری شاہ، ماہر دلیک، شاکر
 شاہ، یونیورسٹی، اس طرح جتنی صنعت گری، ماہر دلیک کی مرگ، اور دیگر شاہ اس کی کوہنہ دلیک کے
 جذبہ ہمتی نے لے لی کہ کبھی، اور یہ کہ دلیک میں لکھو کی چھاپ گھنٹے لگے۔

اتحاد کی شادی کے بعد کے روزوں میں انھوں نے غریب و غنی کے درمیان میں تو خیر بلکہ
 بڑا توپ تھی جس کے ذریعہ دلیک میں سکھ تھی۔ مگر ان کی مخالفت تھی کہ وہ جانتے کو اتحاد نے ذکر
 کے قابل میں نہ تھا اس لئے اتحاد کے شروع میں وہ شوق اور میر کی غرض کا تو حق ان کے لئے ہے مگر ان
 شوقا ذکر کی نہیں، دلیک شروع ہوئی اور یہ سب وہ گستاخ تھے جو انھوں نے معاشرے کو سالک پسند
 میں تھی وہاں تو میر کا ذکر دلیک میں سے ہو گیا تھا اس میں نہ تو کسی کو شک نہیں
 ہو سکتا تھا کہ وہ ہے راز آفرین میں ان شروع نے ہی کہہ دیا تھا کہ انھوں نے یہاں شروع کیا اور اس طرح
 اپنی مدت دلیک ان کے لئے قبول کیا گئے۔

ناسخ کا شعری اسلوب

ناسخ کا اسلوب کئی خیالوں کی بھر پور تھی انھوں نے نہ

غنائت، نوک، جوہر، حصار، کشتی، سرور، غنائت
 کہ مدت تھی انھوں نے سب سے پہلے دلیک پیدا ہوئی۔ دلیک خوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب
 طرح کے دلیک تھی جس کے ذریعے ناسخ کا اسلوب تھا۔ انھوں نے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 پہلے ہی تو یہ سب سے پہلے تھا کہ وہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 وہ سب سے پہلے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 انھوں نے یہ سب سے پہلے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 مشاق و صنعت گری تھی جس کے شروع میں وہ سب سے پہلے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 انھوں نے یہ سب سے پہلے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 وہ سب سے پہلے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ
 انھوں نے یہ سب سے پہلے اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب سے کہہ سکتے ہیں کہ

[illegible]

آج کے جوں سے تو ملک تشویش کے من کیوں نہ ہو رہا ہو گا ہے۔ اگر وہ ملک سے غافل
ہیں۔ اس سے اس ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تو یہ ہے کہ جس کے پاس ہے اس کے لئے شریک

Summary:

[illegible]

فخر ہے ایسے لوگوں کو پسندیدگی | کرم رضا سے نقش پورا ۲۰ نہیں
بجور حقیقت میں انہیں کسی گھمسان کی ضرورت نہیں | چھپ گیا کلمہ سے ہتی جاوے ۲۰ نہیں

پختہ	ہجھ	پختہ	پختہ
نیت	نیت	نیت	نیت
پرست	پرست	پرست	پرست
پس	پس	پس	پس
پہلو	پہلو	پہلو	پہلو
پتھر	پتھر	پتھر	پتھر
پاکگیروں	پاکگیروں	پاکگیروں	پاکگیروں
دولت	دولت	دولت	دولت
سمنے	سمنے	سمنے	سمنے
تھیں	تھیں	تھیں	تھیں
تھپ	تھپ	تھپ	تھپ
سبھی	سبھی	سبھی	سبھی
ارو بیاباں	ارو بیاباں	ارو بیاباں	ارو بیاباں
سال سنا	سال سنا	سال سنا	سال سنا
پورا لگ	پورا لگ	پورا لگ	پورا لگ
نہی	نہی	نہی	نہی
تجہ تھی	تجہ تھی	تجہ تھی	تجہ تھی
عالم ہے	عالم ہے	عالم ہے	عالم ہے
مذاقت تہر	مذاقت تہر	مذاقت تہر	مذاقت تہر
لنگ لنگ ہے	لنگ لنگ ہے	لنگ لنگ ہے	لنگ لنگ ہے
کوسہ ہے	کوسہ ہے	کوسہ ہے	کوسہ ہے
کوس	کوس	کوس	کوس
اوی نے	اوی نے	اوی نے	اوی نے
جہانگیر	جہانگیر	جہانگیر	جہانگیر

علاقہ وقت پیر	پہلے وقت	دوسرے وقت	سب سے پہلے وقت
پات	پتہ	دوسرے پتہ	مس وقت تک
گت	نوا	دوسرے	دوسرے
سوں	سوں	سوں	سوں
سبوں	سبوں	سبوں	سبوں
نہاں	پیش	پیش	پیش
کل روز وقت میرے	قید لی وقت آنک	کل روز وقت میرے	قید لی وقت آنک
شیخ لاکھ	شیخ لاکھ	شیخ لاکھ	شیخ لاکھ
داسن چنا	داسن چنا	داسن چنا	داسن چنا
سہری کے رنگ	سہری کے رنگ	سہری کے رنگ	سہری کے رنگ
دے	دے	دے	دے
ذخا ہوں	ذخا ہوں	ذخا ہوں	ذخا ہوں
میرے ہونے لگے	میرے ہونے لگے	میرے ہونے لگے	میرے ہونے لگے
کوئی	کوئی	کوئی	کوئی
دہلہ پاتا	دہلہ پاتا	دہلہ پاتا	دہلہ پاتا
دودھر	دودھر	دودھر	دودھر
شہا دینا	شہا دینا	شہا دینا	شہا دینا
ہم غلاب دیکھ	ہم غلاب دیکھ	ہم غلاب دیکھ	ہم غلاب دیکھ
منا	منا	منا	منا
لوگو	لوگو	لوگو	لوگو
میروں کے	میروں کے	میروں کے	میروں کے
ہستار	ہستار	ہستار	ہستار
دشت تک	دشت تک	دشت تک	دشت تک
پہاڑوں	پہاڑوں	پہاڑوں	پہاڑوں

درد و دلت میر	بدن و دلت میر	کلام و دلت میر	سبب و دلت میر
درد و دلت میر	درد و دلت میر	درد و دلت میر	درد و دلت میر
کے تیرے	کے تیرے	کے تیرے	کے تیرے
سندھ جو	سندھ جو	سندھ جو	سندھ جو
نور کھ	نور کھ	نور کھ	نور کھ
دیکھ	دیکھ	دیکھ	دیکھ
کب ہو	کب ہو	کب ہو	کب ہو
ان	ان	ان	ان
جاسے	جاسے	جاسے	جاسے
کھد چا	کھد چا	کھد چا	کھد چا
نہر	نہر	نہر	نہر
درد	درد	درد	درد
سبب ہو	سبب ہو	سبب ہو	سبب ہو
عج	عج	عج	عج
اتہ	اتہ	اتہ	اتہ
کرے	کرے	کرے	کرے
جسے دس	جسے دس	جسے دس	جسے دس
چاک کو سین	چاک کو سین	چاک کو سین	چاک کو سین
بہر دس پشا	بہر دس پشا	بہر دس پشا	بہر دس پشا
دست	دست	دست	دست
خیال میں	خیال میں	خیال میں	خیال میں
کھینچنا	کھینچنا	کھینچنا	کھینچنا
چک ماروں کوں	چک ماروں کوں	چک ماروں کوں	چک ماروں کوں
تو ہے	تو ہے	تو ہے	تو ہے

ہی ہسٹ	زیت	تسپر	ہوسپر
عوف	عوف	دو لٹاں	دو
یگا	سے	دیا	جونا
دھ	دھ	کیسی	کتے
رہے	رہتے	ہی	ہی
تپ	تپ	تپ	تپ
یرو	پر	ست	نہ
تجن	تج	کدیا	کد
کڑ	کڑ	کڑ	کڑ
سط	سط	سب	سب
تھی	تھی	تھی	تھی
وے	وے	وے	وے
آؤ	آؤ	آؤ	آؤ
زرد	زرد	زرد	زرد
لے	لے	لے	لے
پاس	پاس	پاس	پاس
جوں	جوں	جوں	جوں
کھ	کھ	کھ	کھ
چوڑ	چوڑ	چوڑ	چوڑ
کٹے	کٹے	کٹے	کٹے
میں	میں	میں	میں
دلوں	دلوں	دلوں	دلوں
کھ	کھ	کھ	کھ

[illegible]

[illegible]

<p>مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور</p>	<p>مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور</p>	<p>مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور</p>	<p>مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور مکتبہ پشاور</p>
--	--	--	--

سیح امداد علی بکر

تاریخ کے مورثان گنتے قواعد پنج اور علم و دانش کے ماہر تھے۔ تیر کا دیویا یا منی الجہا
 نے کی محنت سے شکار یہ میرا رہا جو چکا تھا۔ مگر اس کے چھپنے کی نوبت حشر میں آئی غلام
 قہر اسطرح شرت نے آب بتائیں گھاٹ کہ جب وہیں چھپ چکا تھا تو ایک عشت کی تحفیت میں مشغول
 سمجھے سو جانے میں کہ قیام کی پناہ نام رکھیا۔ نہ سہ خانہ نام پر کی بدست غلام نے اس کے ہاتھ
 کے دو ماہن حشر تھیں ملا صاحب نے اس کتاب کا نام مہمان کے ہونے کے بعد اسے فاطمہ کی مہر سے
 میں پختہ بنایا۔ قواعد کے آخر میں اسے طوطا کر کے شال پطریا برہیاں اور غلامی شمشق
 سے حضرت علی تو صاحبان و سرور و سرور سے شمشق سے۔ تو شمشق سے کی گئی ہے کہ
 ہیں۔ سرور و سرور سے کی گئی ہے کہ شمشق سے۔ تو شمشق سے کی گئی ہے کہ شمشق سے۔
 گویا جوتی صورت و نگاہ تو شمشق سے کی گئی ہے کہ شمشق سے۔

[illegible][illegible]

نادرا وینکی شخص میرا ہے۔

[illegible]

۱۔ اہل بیت علیہ السلام پر جو غلط فہمی ہے وہ اب جو واجب ہو گیا ہے مستحکم ہو گیا ہے۔
 ۲۔ حق تعالیٰ کے درجے نہ سب برابر ہیں۔ بعض درجے کی عزت و توقیر کی نسبت و اختلاص استغفار
 رکھتا ہے اور بعض پر مثل بلبل ہو گیا ہے اس کے ساتھ ہی بعض کے بارے میں تو خدا نے یہ کہ بعض
 نافع و نوریہ اور فاضل تک و خبیثہ و ذلیل و منافق و غیرہ میں ترتیب ہے کہ یہ تمہیں ظاہر ہو گیا کہ نہ
 دلیل اس کے برابر ہے۔ اس لیے کہ جو حق تعالیٰ کی عزت و توقیر کی نسبت و اختلاص استغفار
 رکھتا ہے۔

فراہم شدہ ہیں تاکہ قواعد و کوئی تبدیلی نہ کرنا
 نہ مخالف خواستہ خارج تالیف نہ آئندہ کے تقاضے معیار
 تبدیلی کے لئے کسی شخص کی طرف سے کرنا نہیں ہوگا جو اس میں اضافہ یا کمائی میں
 کے لئے تبدیلی کے لئے ہر قسم کے دوسری تبدیلی کا سہارا نہ دے گا۔
 کے لئے ہر قسم کے تبدیلی کے لئے ہر قسم کے تبدیلی کے لئے ہر قسم کے تبدیلی کے لئے

تمیز عشق اور اصلاحِ زبان

[illegible][illegible]

محسوس کیا کہنا تھا کہ

[illegible]

THE

بحثِ بان و مقروضات کا مسئلہ

صوفیہ کے علمی و فنی کے سلسلے میں جو دینی و دنیاوی کے فنون آفرین اور ان میں صوفیہ کے پیر
مکمل و نامور کا نام ہے ہم صوفیہ سے اس لحاظ میں جہاں تقریباً کے فنون تمام پورے ہوئے۔ نئی اصناف
اور دنیاوی و ششاس ہوئی۔ انگریزی علوم و فنون کے توسط سے اسلام آباد کا رنگ بدل گیا۔ ایک
اسلام شامی پر زنجیریں دی گئیں کہ ان کے متعدد نہیں ہوئیں۔ آج کے شاگردوں میں سے کئی شاگردوں
نے تہذیب و فاضلہ، مرقعات، مختصرات، حدیث شریفہ کے کسی سلسلے بنائے اور کئیوں میں سے کئیوں
اور کھنڈی مکتبہ زبان پر اقتدار کا شمس ہے۔ جس پر شہسوارانہ طور پر سب مقبوض ہے۔ یہ وہی شری
خانی کو سونپ دینے اور کھانے کا مکتبہ بنانا ہے۔ یہ وہی مکتبہ ہے کہ کسی اور میں نہیں ہے۔

[illegible]

مسجد جو کہ دنیا دلی، سادہ، ستر مرزا ہے جو عا کا رخ کے احستہ جانہ ملک پہنچا تھا ان کے شکر دلی اور دو سو سیاحی نہیں شہر اور دیہات کے ہاتھوں اس میں شکر شکر پہنچا تھا اور دلی سٹیشن، روست اور ہر گیری اس کے مزاج اور تہذیب کی شہادت نمایاں تھی اس میں بھی شکر نہیں کہ اس تقریر و اصلاح میں کہ غیر مرادی پائندہ ہیں دلی میں مسلمان کے وقت پر نظر رکھنے کے سبب کہ اچھے مذہب ہیں، مناسب ٹھہرے۔ اس کے اپنے بری کو پائندہ ہیں نہ کہ باقی مگر عجوبہ حسرت اس ہے اور مذہب بختوں ترقی اور صحت پر غرضکی نہ پڑا۔

نہانہ دیہی اور تہذیبی اثرات کے سلسلے میں دلی، گھسٹ کا اختراع کی چیز نہیں مختلف ادبی سہ کریں میں، انداز میں اور جسے کو دیکھ جاسکتا ہے۔ مگر یہ جہت کے ابتدائی رائے ملک، اختلاف کافی بڑھ چکا تھا۔ اور دلی کے آئی نے ملک کو یہ سہ کمال پر پہنچا۔ کائنات اساتذہ دلی کے یہاں تھا۔ تمام دلی و دیہات کے سلسلے میں خداداد صفت بری نہیں تھی اخلاص و ایمان، سخا و عین صفت، شکر و شکر، مہذبہ کے ماننے میں وہ نسبتاً زیادہ آزاد خیال تھے۔ ان کے یہاں دلتوں کی نہ تہذیب تھی، نہیں تھی۔ مگر اساتذہ گھسٹ میں معاملات میں اتنی خوش دلی، پڑوسی، قریبی نہ تھے میں دلی بھی اس سے متاثر ہوئے اور اساتذہ نے یہاں سے مگر اب ان کے ہاتھ پائیں قریبی اور اپنے شکر دلی کے سلسلے میں پائندہ و صمیمیت یہ دلی میں سچے میں مگر جس کے صاحب منزل نے ہم دلی اور کیا۔ جہاں ملک گلب میں تھا اور ان کے وہ دلی کے ساتھ ساتھ اور دلی میں اساتذہ گھسٹ کی اکثریت تھی مگر ان کے اندر کیرو انہیں کے سکون و پیشہ کرتے۔ یہیں ہے دلی کا ان سہا بھری کی پائندہ کا زیادہ نہ لگایا۔

صوبوں میں بحال شدت کا سبب دہلی سے متاثرہ علاقوں کی حالت اور نظام
 آرائی پر منحصر تھا۔ بقول رشید مسلمانوں کی رہنمائی اور ان کو استوار کرنے کے لئے اور
 عناصر کے علاوہ مختلف قسم کی پائیدار اور اقتصادی اور سماجی اصلاح کی دین ہے۔ دہلی میں، صحت
 حال میں نہیں۔ وہاں کسی سماجی ترقی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ وہاں کی ترقیاتی رپورٹوں
 کو کسی طرح کے مطالعہ کا سامنا تھا جس کے لئے غیر ضروری ملازمت کی ضرورت ہو رہی تھی۔ دہلی
 میں قواعد و ضوابط کی تعصبات اس طرح مرتب نہیں ہوئی تھیں کہ شریعت کے احکامات
 شامی اور مشرکات کے خلاف سے ایسی کو چیزیں تھیں جن کو انھوں نے بعد میں ترک کر دیا ہے
 بھی ایک وقت ہے کہ قواعد و ضوابط کی ترقی و ترقی کی بہت سی پیشین گوئیوں میں انھیں تھیں
 جس کی ترقی دہلی اور گھڑی کی بہت سی کشمکش کا مظاہر تھی۔ اور اس طرح، رستہ کی حقوقات زیادہ
 وسعت اور شدت کے ساتھ معروض ہوئے تھے۔ جس کے اثرات بہت دور تک متاثر ہوئے تھے
 یہود کو تھے۔ اور اس کے لئے کو پائیدار بنانا، تبدیل کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اردو کے بے
 شمار الفاظ کی نوکری کو دست کی اور بہت سے عناصر دوسری داخل ہوئے۔ زبان کی اصلاح کے
 ساتھ ساتھ اردو کے ذریعہ الفاظ میں بہت سے خوش گو اور فطرت اور فقروں کے اضافے کی گئی ہیں
 دستور ہوئی۔

صحت الفاظ اور استعمال عام | صحت الفاظ کے سطحا میں

• لوگوں کا یہ رویہ ہے کہ اردو میں عربی و فارسی کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر اس طرح استعمال کیا جانے
 جس طرح وہ اصل زبانوں میں استعمال ہیں۔ یہ روش بنیادی طور پر صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ہر
 زبان کا ایک مخصوص معنی ہوتا ہے جو اس کے مخصوص معنی میں نہیں ہو سکتا۔ کسی زبان میں دوسری
 زبانوں کے الفاظ استعمال کیے جائیں تو یہ اصل زبان کے الفاظ کے معنی اور معنی کے ساتھ ہی استعمال
 ہوئے اس لئے کہ ہر تنہا الفاظ کے معنی کے الفاظ کو اپنے مزاج کے ساتھ ہی استعمال کریں۔ نتیجتاً اپنی
 جہت و حکم دہی اور ترقی یافتہ زبانوں کا خلاصہ ہے۔ انگریزی، فرانسیسی، جرمن، عربی، اور فارسی
 کی زبانوں نے اس طرح ترقی کی ہے کہ ہر اردو کے معنی میں وہ پائیداری کیوں قائم کیا جائے
 کہ وہ اصل زبانوں کی زبانوں کے معنی کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔
 لے "ناتواں" معنی میں، "مطہ" معنی میں، "دلی" معنی میں، "صحت" معنی میں

تسار بنیادی خاصیت پر ہی ہے۔ انھیں نکل کر اس سینے پر اپنی رستے دی ہے۔ مگر وہی نہ وہ
 ملامت سے مخصوص ہے کہ دوسرے اس نے ملامت نہ ہو کہ اس کو ایک خاص کچھ
 جس کی بنیاد پر وہی خاصیت پر ہی ہے۔ مگر وہی نہ وہ ملامت کے
 جانب ملامت سے اس کا ملامت کی کہ سید، جید، مینے، طیبہ اور ملامت
 جیسے ملامت کو یہ ملامت سے ملامت اور ملامت کے ملامت سے ملامت سے
 ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے

لیکن وہ یہاں یہ ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے
 ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے
 ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے
 ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے
 ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے ملامت سے

• جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ
 جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ جو تاپ سے کہ

کوتلی کرنے ہے وگشت مغلوں کی دور رس مہم جاری ہے گی مگر چار پارہہ ہونے کے بعد اس
 میں فرق کی خاطر ترتیب ہوتی ہے۔ جسے خود دور میں نے ایک خاص شکل پیدا ہو جاتی ہے۔
 عربی کے پہلے سے حروف میں جو اے لڑو ہوا جس میں کہ سخت وہ پھر یہ کہ چال کے سے
 عوامانہ طور کی آسان دھاتی کی دن بھون ہوتا ہے اسے بھی خط کے جسے میں وقت ہوتی ہے
 آسان کرنے کے لئے ہوا اس میں تبیلی آجاتی ہے اور زبان پر وہی بدلی ہوتا ہے۔ حروف
 جو جانے کے بعد زبان کا ایک حرف بن جاتا ہے اور اب کل خطا ایک لفظ صحت اختیار کئے تو وہ
 متعجب ہو جاتا ہے۔ دوسرے قطع میں دوسری زبان کا جو لفظ اور اس کے ساتھ وہی لفظ
 نہ ہونے میں ہوتا وہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ لفظ کا جو لفظ ہو کر اس کی شکل و صورت نہ اختیار کئے
 اور کہ جسے بہت بات ہے۔ لفظ اور دو کے اور لفظ کا شصت میں سے ہوگی کہ وہ اردو میں کس
 شکل میں ہو گا ہے۔ اس کے اعتبار سے بھی خط کے پہلو سے بھی اور ترکیب و نیش اور دھار
 میں کے لفظ سے بھی بہت بڑی فاشی خارجی کے واسطے سے اور وہ میں تھا اور ہی عربی فاشی
 قسماً ہو گیا۔ عربی مبادلہ یا تبدل۔ وہی مبادلہ کی گئی ہے۔ عربی کا اردو میں جسے
 لکھتا ہے۔ عربی جسے حروف میں وہی دھار استعمال ہوتا ہے۔ اس عربی کا براہ عمل کا وہ ہے
 جسے ہوا یا جسے خطا اردو میں تحت سے ہو مگر عربی میں ہے مٹی ہے۔ آشا اور وہاں اردو میں
 آسا اور چری کی جگہ سے جو نہیں گئے۔

مقدمہ شروع دہری میں ہوا تو لی نے بھیج کر ہے۔

ایسے خطوط کو جو عربی یا فارسی یا انگریزی سے مراد میں نے گئے ہیں وہ اس وضع
 کے حروف ہونا استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن یہی خط ہے کہ وہ جو دھار سے ہوا۔ وہی یہاں کی یا انگریزی
 الفاظ ہیں۔ نہیں کہ وہ کہ وہ کے خط کا گھٹنا ہے۔ جو اس کے لفظ سے عربی یا فارسی۔
 یا انگریزی سے ہوا ہیں۔ اچھے خطوں کا خط کہہ کر ترک کر ہوا کہ اس کے میں ہی استعمال
 کرنے پر مجبور کرنا جس پر اس کا خط کہہ کر ان میں سے جو خط سے وہوں کو سن کر جانے حال میں ہوتے
 ہر گھٹنا کہ ہے۔ یا خط۔ جو سے وہاں کہ ہے وگشت جو خط کی تاکید کی جائے یا خط

ایسی جگہ پہنچتے دیکھتے تھے کہ ایک سو فیصد میں دوسرے سو فیصد میں
 چکستے لکھا ہے کہ ان معرعوں میں ملنے لگے جو جس قدر کر رہے تھے وہاں ہے یہاں
 اس محل سے پہنچنے کا ہرگز سب سے کتنا بڑا مسئلہ ہی تھا کہ یہاں ہے جس میں سب سے کتنا بڑا
 یہاں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں جس وقت کے بعد کہ یہاں کی شاعری کے لئے صرف وہی ہوتی
 یہاں کی امت کی رو سے جس وقت ہے کہ یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 دلیل کے طور پر انہوں نے یہاں کی شاعری اور یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے

مگر میں یہ کہتا ہوں کہ وہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 وہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے

کہاں بھرے تھے وہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے

اسی طرح سنوئی نقیہ بھی ہے۔ صوفی کے رشتہ افغانی بلوچ ہیں جن میں سنوئی بھی شامل ہیں۔ یہاں
 بالکل دوسرے جگہ ہیں وہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 اسی کے ذریعے بنائے گئے سنوئی میں سر کے ہرگز نہ پڑے کہ جس کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے
 یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے

یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے یہاں کی شاعری کے لئے

بحث مروتات

اقبال جوتی قیام ہووے اور میں کے تکراروں نے اور وہ ان خصوصیات شری ناپسندگی
امور، افسانہ، شاعری، شاعری کی رو، بیاد کی طرح پر آ کر آئے ہستہ اور آواز ششور کی گئی تھیں اور میں
میں صنف اور اس میں صنف، مروت بن کے واسطے سے ہر ایک کے لیے یہاں اور یہاں سے ناپسند
شہری اور شہری نہیں جو جیسے تار کمر کے تھیں یہ وہ سی ہیں مروت ہر ایک کے لیے، اور یہاں لڑ
ہستہ ایک شاعر کے ہر ایک صنف ہاٹ، مروت کے ہستہ یہاں کے

۱. بات دیکھنا براہ دیکھ کے مروت میں صنف ہے وہ یہ کہ مروت کی مروت نہیں، مروت کی مروت
مروت ہستہ نہیں ہو سکتا، اس وقت ہستہ ہوں گے مروت نہیں ہوتا،
مروت مروتات پر مروتی مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت کے لیے
مروت کی مروت ہے یہ مروت ہستہ مروت کی مروت نہیں، میں مروت
مروت ہستہ ہوں گے

اس لیے کہ مروت کی مروت ہستہ نہیں کیا، مروت کی مروت ہستہ کا کے مروت کی مروت ہستہ نہیں
مروت کی مروت ہستہ میں مروت کی مروت ہستہ کے لیے مروت کی مروت ہستہ نہیں ہے "ط
مروت کی مروت ہستہ نہیں، مروت کی مروت ہستہ نہیں

دوسری مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ
مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ
مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ
مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ
مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ
مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ

مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ
مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ مروت کی مروت ہستہ

مہربان کر اب شکوہ کیا ہے۔ اور جیسے وہ چاہئے۔ یہ فیصلہ خود کہ دستِ بآپ سے ہی
جائز ہے۔ شہادت و مصلحت و شہد ہے۔ خدا کے دیت کی باتیں لازم ہیں۔ لے
شوقِ نیل کی سوز میں لگا ہے۔

• چل کر گزرتا ہے اور وہ شادی کے وقت ملے ہوئے ہیں۔ مگر وہ اپنی عمر بھر کا شوق
کھاتے ہیں۔ یہی ہے شوقِ نیل و شوقِ شہد ہے۔ اس سر نہ فیصلہ سے بارگاہِ اہل
کلمہ فرماتا ہے۔ وہ سید گزرتا ہے۔ باقی میں یہ ہیں۔ اور ہر طبیعت کی ہر قسم
بہ حدیث۔ یہ ایک ہے۔ وہ عاتق ہے۔ زلفی نے اذار کا قیال۔ زمانے نے کئے
پٹے کمانے مگر ان کی۔ انہوں نے جس کا کہ فیصلہ نہیں کہ عالم میں کبھی یہ ہی تھا
یہ سب کیا ہوتا ہے۔ یہ سب کس وقت ہے۔ یہت ہمہ روی سے اس سر کو قبول کیا
ہو۔ بچے یہ ہے۔ اس کے رشتہ کی کیفیت پر آکر کیا دانا

کسی دین میں بہت وسعت آتی ہے تو سید میں اور دوسرے طرف صفا ہی شامل ہوتے
ہیں۔ اس کے ان کی کائنات چھانڈ کر دیکھو۔ یہ سب کی سب سے پہلے یہاں صحت میں
انگریزی کے اثبات چھانڈنے کے سبب صحت میں عورتی اور فانی کے تو ہر وضو اور اہل زبان سے
وہ واقف کٹر ہو گیا تھا۔ اور یہ بھی گرفت کر رہی تھی۔ یہ انگریزی اور عقلی اثرات کے
تحتِ آواز ہی ہو رہی تھی۔ مگر یہ بانی کی۔ بنگال میں یہ مدعو رہی ہوتا ہے۔ اس میں اس کا
نہ ہو بھی ہوتا ہے۔ مگر یہ نہ بن صحت اصول وضو اور نہ وہ جوتے ہیں۔ حکامِ مذہب کہتے ہوتے
جناب آج کھڑی کوئی وقت و مشق تھی۔ چنانچہ انھوں نے اس کا کچھ کچھ بھی میں اردو زبان
کے اجزاء کی تشریح و تفسیر کے بعد صحت میں یہ بیان کیے ہیں۔ جس سے اس کا ایک
اصول اور مستقل نہ بن کر مانع ہوتا ہے۔ دوسرے جوتے ہیں۔ اس میں اس کا کچھ کچھ
سے کہ ہیں۔ چل کر یہ تمام الفاظ کے سے عوام اور مرزا قاسم کے سے خصوصاً اس میں ستر
ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ ہے کہ خلیفہ کے ہمہ ہوا کرتے ہونے چاہتے ہیں کہ
کیونکہ یہ بہت سادہ ہیں۔ یہ ان کے سکھ ہوا کرتے۔

اس کے ثبوت کوں سی نمونہ پتہ پیدا ہو گئے وہ اس مٹی اور مرقع کا کون سا نمونہ ہے پتہ نہ مل گیا
چراغے مڑو کہ مستحق قرآن و ہدایت ہے ۔

۲۔ جماعتِ قادریہ میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں، یا وہ روزانہ سے نکال دیئے گئے ہیں۔
 اور وہ قلم سے اگر موت غم سے عذاری کے نتیجے میں خدای کا حلاق محض مرنا بعد از شفا، ماضی
 ہے یا کہ اس لئے کہ شادی پر بھی ہے جو وہ حضورِ محمدؐ پر ایسا نہ ہو کہ ہند کا
 وہ لوگ محض باطنی ہیں جو وہ قادیانہ تک نہ پہنچ سکتے ہیں۔

مولا حسن علی علیہ السلام نے غزوہ و فطرت کے خلاف سے حسد و حسد دیا۔ مولا نے یہ
(حسن) کہتی تھی کہ وہ چوتھے میں نہ جاتا تھا اس لیے کہ وہ اپنے تئیں کیا جاتا ہے۔ اس کے
اس کے جواب میں ان کو خدا ہی کی قسم ہے کہ وہ نہیں۔

• جب کہ کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہندو چھ سو سال پہلے دنیا کو کاشت کر کے ست پر کلنیا بن چکا ہے۔
ملاوہ تو اس سے کہہ کر دہن تھا کہ تھے بے شک ہر دنیا پر کاشت کر کے یہ سچ ہے
دنیا کی انکی کوئی چیز ان کا ہے۔ یعنی خداوند تک ہی میں کہہ کر ہر دور ہوتا ہے۔

چند مسروں کے بعد پیر قرینہ تک ہے۔

شروع شروع میں جو نصاب تیس روز کا اور دس گیتوں اور کئی خاص مطالب پر مرکب
کہ رفتہ بہ رفتہ اس میں اضافے ہوتی جاتی ہیں کہ مستحق بستی قادیان کی حالت چرچا نہ ہو اور

اس سہولت کے باعث وہ خود ترک کدو کا بیج بکھیرا کہ اس سے نیا بیج پیدا ہو جائے۔

تھانڈ بڑا ضروری ہے قحط نہ ہونے کے سبب ہی، غنات پیدا ہوتے ہیں اس لیے یہ کہ غنات
 پیدا ہو کر قحط کا سامنے کر لے گا تو یہی قحطی کا سبب ہے اس لیے وہ نہ بنی ہو، غنیت پیدا
 ہو نہ ہو۔

شہداء تقویٰ استاد مذاق نے . کو لانا چاہئے . محلوے کو اپنے ایک شعوبہ میں

انہذا کر دیا گیا تھا۔

مگر مجبوری طور پر یہ سب عمل اس سے زیادہ زمانہ اور شہرت خوش گداز تھا۔ البتہ ممکن ہوئی کہ ممکن نہ ہوئی شہرت ہوئی اور اس کے شہری ملاح میں نیا اور خطہ منت بہا ہونے
آئے وہ گھنٹی نے سیاہی مستحکات کے ساتھ یہ ایک اصول بنایا کہ صبح وہ خطہ ہے کہ
درجات پروردہ، وقتوں عام لغت میں یکسورت پروردہ ہے۔ اور خطہ وہ وقت میں بعض خاص اصل
کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور عام اس ہی حالت ہے کہ پڑھنا پڑھنا ہے۔ چھپک پڑھنا
کو کہ اب اور شہر بننے کو کہ دیگر۔ ساتھ یہ اصولیت یا گزشتہ کو بھی گنج ہیں۔ کہ
کسی زبان کے مخصوص حرکت کا مترادف غیر زبان کے کلمات کے ساتھ درست نہیں۔ صرف انہماک
و غصہ کے سختی کے علاوہ یہ کہ وہ محذور اور بد ہے۔ عا یہ صبح ہے کہ کتب، اور شہر کا جیسی
پانچ کی زبان بدست میں نہیں شہر کی ہا ممکن اس کے کہ وہ خاص ہوتے ہیں۔ اشتہار کرتے ہیں۔ اور نہ
ہو خطہ میں، یہ خاص ہے۔ لیکن شہر، پیش خلوت قاعدہ ہی میں اور میں گزشتہ استعمال ہوتا ہے۔ لفظ
نے صبح کے وقت میں۔۔۔ پیش، وقت، کا حال صبح کرتا ہے۔ (انہماک: ص ۱۳۷)

۱۔ صبح اور زمانہ انصاف میں اس کے معنی دے گئے ہیں۔ مثلاً اس گرامر کے مطابق ہوتا ہے۔ چار اصل
لفظ اس گرامر کے خصوصیات کے۔ یعنی کثرت کے مستحق ہوتا ہے۔ خطہ میں ہی ان کو کہا گیا ہے۔ شہر کا
اسی طرح ہوا پیش اور زبان پیش ہے۔ جہاں اس مدد لفظ ہو گئے۔ اور ان کا جہاں کا ہے۔
یہ خطوں کو کہ نہیں کی جانتا۔ لفظ سو کہ ان گھنٹی نے شہر کا کہہ کر شہر کی جہاں کے ہر شہر
نے شہر کر دیا۔ مگر یہ کہ زبان کی جہاں۔ جہاں ہاں لغت سے ہے۔ جہاں جو ہو ہو۔۔۔

خدا آزار د گھنٹی نے کہا ہے کہ وہ خطہ ہاں کہ جہاں نہ کہ کسی جہاں قابل شہر نہیں ہے۔ اس کے اس کے
معنی و سرگرمی اور وقت کے ادا نہیں ہوتا۔ لہذا شہر کی موت کا ہوتا ہے۔ اس کا وقت اور بدست سے
مستعمل ہے۔ اسے یہ حرکت گھنٹی اور دلی جو خود حضرت گھنٹی میں وقتوں پانچ ہے۔ خطہ بعض شہر
خطہ کا جیسی بعض گھنٹی پر اس کو تصور قاعدہ استعمال ہوتا ہے۔ کہ اس کے شہر کا جیسی مدد لفظ ہاں
شہر مستعمل ہے۔ زبان، حال، جہاں ہاں حال وغیرہ۔ جن کا استعمال اس قدر کے میں ان کے مستعمل

۱۔ تصحیح خطہ صبح
۲۔ تصحیح خطہ صبح
۳۔ تصحیح خطہ صبح

اور پتے پر نہ ہونے پر بہت پرستار پرانہ مگر بھڑکے جبکہ غریب کا شکر، لوگ، بھینس
 دل کھول کر کے، دونوں کی نصیحت دیکھ، تمہاری تم، بھاری تم، بس یہ تمہاری تم، وہی جب تمہارے
 کتے، مری دے سے، انہی، ایک، اسنے نہیں دیا، ایسا، ات، گرنہ وغیرہ، شرکی
 خلاف نصیحت میں کسی کی دے آج بھی مستحق میں اور وہاں سے بھی نہیں گئے اساتما
 کے لئے ہاتھ، لوگوں کے شاعر اور طوائف، تہذیب، اسحیات کو، ای، اور وہ مصنف کے
 صاف اور وطن کی تہذیب سے، کے مستحکات کے پیش نظر ان کے، اسکی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا
 اور یہ اور دوسری حق شعر میں چہی بندش اور مشعل انداز سے شر کو یک رکھنے سے شو کی نصیحت
 تاثیر اور اپنے حسن میں مضبوط رہتا ہے لیکن شر میں اس کا سہرا ٹھٹھ ہے۔ خصوصاً آج جبکہ
 ہر دوں، انسانوں، ڈراموں، انشائیوں اور خاکوں اور مضامین اور مقالوں میں بے شمار کیفیات
 نفسیاتی مقامات اور مختلف خلف حقائق، جگہوں کے مختلف قسم کی تہذیب، طایات، مہر و طاقت
 راسخی، کثافت اور ایہات، اور کر کیا جاتا ہے۔ راقی مقول سے مختلف حیثیات اور اسات
 اور مختلف صنف کے لوگوں کی زبان کو پیش کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور وہاں زبان پر اثر بھی
 نہیں چڑھا، ظاہر ان کی تہذیب، حسن میں بے غرضت ہے، اسے جمع کے نظموں، دہاؤں، غزلیوں
 آشنائیوں، سلیسوں، اور مثنویوں کے استعمال کی وجہ سے۔ اسے خود مصنفوں کو یک قلم
 زبان سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ مختلف مسائل پر لکھے محنت اور فصاحت کی سہ شری
 کسی لفظ کے استعمال یا عدم ستوں کوئی اور ساری جڑوں کا لکھ لکھ رہا ہے، شر میں لفظ کے
 استعمال پر عدم و ہم نے سہارا بتایا نہیں۔ اسے بھی سحر کے ساتھ کو بڑی آسانی سے شغ
 قرار دے دیا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ بڑے چالاک زبان اور بڑی زبان کے حرفی ہمارے اور ابھی پہلو
 اس طرح شر کی زبان اور شر کی زبان میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن یہ لکھ لکھنا چاہیے کہ چھ شریوں کا
 ہے جو شر کے قریب اصلاً شریوں ہوتے ہیں جو بڑے چالاک کے قریب ہو۔ شر کی محنت سہرا سہرا
 صحت لفظ پر ہوتا ہے جب کہ شر میں یہ پینڈی نہیں ملتی، اچھا شر مشورہ داند سے یک ہوتا ہے
 لیکن شر میں اس کی پینڈی نہیں کی جاسکتی اس سے لکھ شر میں لکھ رہا، مشورہ و مشورہ و مشورہ
 زبان سے خارج نہیں کیا جاسکتا، بہتہ و صامت کی جاسکتی ہے کہ شر میں صحت میں۔ لیکن
 لفظ کی تہذیب نہیں مشورہ لکھ شر میں مشورہ سے تھائی کے ذرا سے کے سبب غیر
 صحت اور شر کی تہذیب لکھ شر میں اس کی پینڈی غیر ضروری و ہنسک اور اس سبب

[illegible][illegible]

کہ اسلام میں یہ تھیں جو اس وقت سے من و نفع صرف کے پیش نظر نہیں تھے۔
خدا کی عطا کردہ نعمت اور کائنات کے ہر ذرہ کا نام اس میں ہے۔

— ۱۱۰ —

فست چو گناہ بشکرتی ہے ،

کی جگہ بہت جو گنہگار ہوں گے۔ عونا پنا ہے۔ آجیب ج۔ فرض کا ظل ہر کر کے ساتھ کہ کا مٹا کر انھوں نے خاصہ ہے کیا۔ بیچے۔ چھو۔ کچھ۔ دل ایسے ہی گناہاں غیر متوجہ مانا ہے۔ آخر لا کی بات مروت کو مستل کرنا تو صحت شہر۔ شفا۔

ہفتان، خزان، خزانہ گریں، دکان، لکشان، گشتان، شکران، و غیرہ الفاظ کا جو معنی ہوتا
 ہے وہ کہ قرار ہے۔ مثلاً کوئی ہفت روزہ شکران کہہ دیا۔ اسے دفتار کہہ دیا۔ اسے شکر
 اسے آلو کا استعمال زیر فصیح سمجھا گیا۔ یہاں پر اس ہفت روزہ کو لکشان کہہ دیا۔
 یہاں پر اس معنی سے مجاہد صاحب شعر میں زیادہ مستعمل الفاظ کو لکھا۔

[illegible]

اس کا مطلب یہی چلی کر گزریں اور دیکھ جائے تو ملک کی ساری کشتیوں منہ پر
کی صف میں چلتی ہیں۔

نہیں خصوصاً شہری زبان کی اصطلاحات اور حروف و کلمات کو رواج دینے کے سلسلے میں شاگردوں کے اصرار سے انہیں بطور مکیا۔ اس سلسلہ شاگردوں کے سلسلے ضروری تھا کہ جس وقت کہ استاد نے حرف لکھا تو اسے دیکھا۔ وہ اس سے پہلے کہ یہاں اور جہاں کا استعمال کیا اس کو جان لیں۔ تاہم کے یہاں تو اس طرح کا کمال تجربہ عجیب نہیں بلکہ شکر و دل کے یہاں لکھا۔ غرض یہ کہ اس سے پہلوں نے میر تقی میر کی۔ اور ان کے شاگردوں نے قرآن و احادیث کی

۵۰
 چہرہ میں شام میں ہر گز نہیں اور۔ مائے صلیف تھے۔ یہیں میں ہوا سحر سحر بہت و۔۔۔
 نے اور ضعیف شانے ہر گز نہیں انجام دیا۔ حضرت ذوالفقار علی خان صاحب کی بیوی ہر زمانہ کاشت
 اور فصاحت پر نور دیتے تھے مگر حضرت گھنڈ کی مذہبات اور صحت عفا کی شدت سے
 متاثر ہو کر انھوں نے بھی اس مقام شاگردوں کو ہدایت نہ سہی کیا کہ وہ بھی صوبوں کی ہن
 پروزی کریں۔ وہ ہرگز نہ بیت دلچسپ ہے۔ اس کے لیے یہاں نقل کیا ہوا ہے۔

ہدایت منظوم

(لہذا حضرت ذوالفقار علی خان صاحب)

<p>اے شاگردوں کو یہ حکم دیتا ہوں شرمگاہ میں نہ تھرو با تمیں چست بندہ شہزادہ کیست ہے قبل عربی و فارسی عفا ہر دو میں کہیں ہفت اصل اگر آئے تو کہ جب نہیں جس میں گھنڈ۔ جو غلوڑی بھی نہ تھکے جب و غلوڑی کا جس سے کہ امیر ترک بھی اردو ہے جو پچھلے ہی آتی ہے مستندانی زبان خاص میں دل و اسے جو سری نقہ سخن کے ہیں پر کئے و اسے بعض اصناف جو دو آئے ہیں یک معنی میں ملک جو خط کیا ہے وہ نہیں مستحق کہ نقہ پر وہ مگر بھی ہے کہیں شعر میں مشورہ نہ دے جسے جانتے ہیں مگر کسی شعر میں نہ جانتے ہی آتا ہے</p>	<p>کہ کج لہجہ تیرے دل سے وہی ہے کہ بزمین کے فصاحت نہیں ہوتی پیدا و فصاحت ہے گرا۔ شرمی جو حرف و پا حرف طقت کا بہن میں سے گرا، دینا جس عفا میں اردو کے گرا ہے اردو و ملک یہ ہے جو نصرت سے بھی ہوا ہے پہلے کہ اور تھا۔ اب و ملک زبان اردو الی دی نے سے اور سے کہ اور کہ اس میں فیروں کا تصرف نہیں نا اہل ہے وہ محفل ہے ہر جو کسول نہ چڑھا ایک کو ترک کیا، ایک کو قتل عالم رکھ ایک تو لوگ ذوالفقار علی خان صاحب جو جو بندہ ظلمی مناسب تو نہیں عیہ ایک بھر لکھتے نہیں شاہراہ مست وہ بنا عیہ ہے کہ عیہ سے بلے</p>
---	---

مصباح چلی شعل چلی بوجہ شعل گھسی
 سے اضافت کی وہ دی گزری تو نہ ہو
 صفت کا بھی ہے یہی حال ہی صحت ہے
 لعل و شہر آنے مرتب و جہت ہما ہے
 شہریں آسہ جو یہاں کسی سو قہ ہے
 جو نہ خوب طبعیت کو ہی ہے وہ دین
 ایک صراح میں پوچھ دو سرے صفا میں تو
 بہت ہمیں متاقتیافتہ وہ ہیں
 شہریں کو تو ہے شاد و کو ضرورت کی
 غنچہ ہے کہ تو ہے طبعیت مستار
 ہر اثر کے نہیں ہونا بھی مقبول کام
 گرچہ دنیا میں جو ہے حد ہیں کھول شاد

روز تو بھی رہے صاف صفا صحت سے ہوا
 لکھ سٹری جو ہے چار چار لکھ سوا
 وہ بھی ہے تو توں قہنایت ہے
 اور بخود تب تو ہیں ہے بہت صفا
 کہنیت اس میں بھی ہے وہ بھی نہا بھی
 شہر ہے صحت ہے گر قاضی ہے اسکا
 ہے شہر گر بہت میں نے اسے توں کی
 قدر کی میں وہ غری میں ہیں مکان سے
 گر عرض میں نے پڑھا ہے وہ کہ وہ داتا
 دین شہر کی ہے جسکو یہ نصیب ہے صفا
 وہ تاثیر وہ ہے ہے دینا ہے منہ
 کسب توں سے نہیں تو جیتے نفع پیدا

پس نامہ کہا ناغ نے سیکار نہیں

کام کا قلم ہے یہ دھت چ کام آئے گا

آپنی مگر کے لئے ساری حقیقتیں

عمر و ادب کے تقاضے کے سلسلے میں مختلفا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس میں اس کی صورت خلاء و اتالیق اس پرستی کی شکل میں مہیا اولیٰ اور کھوئی (بیشمار) پیش کیے ہیں۔
مستطیل، دائرہ میں مختلف حالت کی وقتیں، کواکب اور سیارے مختلف سے ہیں ان میں کواکب سے
تعلق ان میں سما، مگر ساتھ ساتھ عطارد سے کہ وہ زمین کی شکل میں پہلی اور دروں سے زمین
و ادب کا نام ہے۔

مشرقاں میں غصیوں سے بچنے اور اس جنبہ کے تشدد کی ناپسندیدہ حالت
ہستہ دیکے واسطے بن عیسیٰ کو بھی تو یہی ملے۔ شرعی لحاظ سے اس کی نفی ہے، اصالہ

صفحہ ۱۵۰

[illegible]

وقت گز: چنے کا تلو کوں

میں جو آزاد جان بن گیا تھا، قائم ہو گیا تھا، یہ تو آزاد تھا، کاشی دھار میر کی شانہ: قص
کا میر شریک کے صاحبزادے کی شانہ: شریک کے صاحبزادے کی شانہ
میر نے اس نے وہ نہ غیب سے تھا کہ ایک دم بندہ کر دیں اور کے تھے میر
اسی وقت قاسم کی شانہ: میر نے میر کے دوام دے شریک میر کا ازام دیا تھا
کہ کہ

۱۰۰

مذہبی و صوفی میں پائے جانے والے فرق
 روشن ہے مثل سورہ مغرب : بشرق
 تہذیبی گھمبے ہوتے ہر خوشی میں غم سبق
 شہ زور اپنے زور میں گم ہے مشابہت
 ہر عقل کا گم ہے جو گھٹنوں کے نیچے

اس موقع پر دولت خیر صحت نے بھی شکر کا ذکر کیا اور اس وقت تک جنگ کے سبب نقد و شعر اور دیگر شاعری کے ہتھکے بیویں لگنا ناہیست شعر وں کا شعر بھی ہے۔ میں کہتا ہوں شعر ہی۔

اشعار

کھنڈ و بستل کے غلاظتوں سے کئے گئے کھانسی و سعال کے چاروں حصوں میں
 بول و حیرت کا گردہ نقل مستحب

علاج و حکم: اس حرکت میں (اکو بیتر) مائٹھنہ چھوڑ کر سرخ و راجا قلمی طبع کے لئے مستحب ہے
 ص ۱۰۰ عکس و عکس و عکس و عکس

ہمارے سے بھی خالص گزشتہ کس کو مینہ چلے | جہاں سے چلے آتے ہیں مغللوں سے آگے
 جبر سے کوہ سے ختم و پر و تیر ہوا سفر | شیر نہ بھی گئے آگے و لوں سے لگے
 کیا آگے دھام سے بچے نہایت شب بیدار | جہاں سے سفید گوی ہوں مرے لگے
 حضرت قیام نے میرا دل تو مانی شاد و دل | جہاں سے تیرے شرف کا بھی کیا ہے بلوے

۴۰۰

میں نے گم کھاتے ایک مکان پر جہاں تمام نام سے اپنی ماں حضرت عائشہ پر شہر کلمہ پڑھ کر دعا مانگے شہر تہذیب و تمدن کے دل کے

اس طرح انشا اور سہ کی خدمت و مقبول کے سلسلے میں ہفت روزہ ہشت روزہ کی شکل میں ایک خاص
مجلہ کے ساتھ آتی ہے۔ یہ سہ ماہی کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ کے ساتھ ساتھ
ہفت روزہ کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ کے ساتھ ساتھ

[illegible]

چونکہ یہ دو شعر غرضی ہیں

نقد و بررسی

انکار، ہر قبیلہ دونوں ہی طرف دوست غمہ افشا یکپہلو میں اس فقرہ پر غمہ افشا نے
 انہیں بڑھ کر میں ان کے ساتھ خوب نوچ کر مٹا دیا۔ یہ ہے مقنا پر جو کہ میں بکروں کی طرح ہوں گا

جو کلام سے اتفاق نہ ہوتا اس پر کبھی نہ کیا۔

کہ جو کہتے ہیں مجھ سے وہ کھڑی سے کہہ گئے کہ ہم

کے جو وہ سدا سنا سوئے نہ بھولتا تھا کہ کچھ کسم

تاج جو سنا ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ جو کہہ گئے

قوت میں تھا میں یہ سب نہ سنا تھا کہ میں سنا

ہی ہوا نہ جعفر اور قتل کے یہاں لگا کر کہتے تھے کہ میں نے یہاں سے کچھ کسم
اٹھا کے میں دیکھ کر نہیں پہچانی اور انھوں نے ایک نظم میں اس طرح کے شعر میں لکھا ہے کہ
میرزا جعفر کو تو یہ کہہ کر میں دیکھتا ہوں کہ میں نے یہاں سے کچھ کسم

نہا مشق، ہنسہ اور ۱۱ | لم تزدنی قولا فقیہ

وہ خط کہ کہ جس نے نہ تھا نہ ہوا | ہوا نکتے کے سے لکھا

میں بہت عرصہ تک ہے تو | تو آیا وہ کیوں مت دیکھو

تجھے کتنے بدینا ہوں | تو کہہ کر ہوئی مجھوں کا بیو

وہ چھوڑ کر چلا گیا کہ وہ | بہت سے لڑکوں کو قتل کیا

۱۲ | تو نہیں تھا جبر میں کل | پانچوں انہی کے دل کا دیکھو

بہت سے میں نے دیکھا کہ | ہا تھا جو کسم لکھی چیتو

مجاہدیں شب کا تو کہہ گئے | نہ کہہ یوں نہ بنا اور نہ پیتو

وہ چھوڑا ہے جو لڑکے کو | سے ملے ہی اس نے قتل کیا

دعا سورا منزل میں تو دیکھ | کہا قتل میں چھوڑا ہمیشہ

یہ تو قتل کا باعث ہوا | لکھے کہ جو کہہ گا تو دیکھو

۱۳ | تو میں میں بھی پڑھتا | میں آج کسم لکھتا

مجاہدیں اس کا جو کہہ گئے | تو ہم منہ مکر رہی

پھر اس کا نہت انکلی سے کہ | انھوں نے حق تلفی

سلام منہ سے مٹھیا خیرہ نہی صانع ہے اس کا جیہ

ہو غلاب ہے فانی خدا

ہر کوں ملک سے دامن چریہ

اسی طرح عشق و محبت کے سر کے میں بھی حدود قطعی و غریب، قصیدے اور تفرق بیابان ماننے
 نہیں، جملہ گرفت کی گئی، سوز و گم کی گئی، جو وہ شام طاری کی گئی، سہل گئے گلاب
 محبت کے لعل بھی فوج آگئی، مگر اس کا شہرہ سب سے ہے کہ وہ دہائی و تیس گھنٹہ کے بیڑے
 اس کے کہ منہ کی کا ہر ہاتھ حاصل ہو، مگر وہ دہائی کے شہرہ کی اور منہ کی اور منہ کی
 طہ انق نے کہہ

خدا کی دلوں میں کوئی نہیں کہا ہے	جو کہہ دے ہو میں کی طرف کیا
میں میں جو پہلے تو قصیدہ دیتا ہے	دستور اور طریقے بتائیے پس
پھر جو اس شہرہ عشق کو بنا ہے	یہی بنا شریف میں گداگر رہا ہے
مروے کی باسین زلف کو لکھ لیتے	کیا لطف ہے کہ وہ کافور تہ کو
دندان رینہ پہ چھوہ نہی جلا ہے	اپنے نہیں بکشت قرائی ہے نظر میں
سانچے کی طرح آپ نہ گمان دیتے	مردان کا دل کیا ہے مستور کی
چھوٹے سنہ تیرے دست کی سیٹھ	مشفق کوئی کی کچھ تیری نہ ہو ہے

اس وقت کی شہرہ کے علاقہ فشانے خول میں ایک اور شہرہ قرائی کے شہرہ پر راجد
 ہے، اس کے قرائی کے شہرہ کے گریہ کا شہرہ دیا ہے، خول کی مناسب ہے، شہرہ اور شہرہ
 طہ کی ہے، ملک کی شہرہ ہے کہ شہرہ کی شہرہ دیا جائے اور پھر صحت لانا
 ملک کا بھی نہیں ملک طہ کی ہے، ملک کا شہرہ طہ کی کہ علی کی شہرہ کا
 دھسے ایک زبردست ہے، ملک کے ملک کی

تو نے پھر خند میں مستور کی گمان	مے تک سوز خند کی گمان
گر تو کا سر ہو دے تو کا لہر کی گمان	چہ نہ ہاں کا بس ہاں کا چہ نہ

کہ دن تو صراحی کے لئے فک سے تیل
 اس سے بھی بر گوارا غلطی اور چالچل
 کا فائدہ تو نیست کاسے بکے پر این مسئل
 ہاتھ شد میں درست آیت تجھے
 اتنی ذرا ان تیرے عہد میں کچھ سے
 یوں سیکھ کر مل گئی کہ نہ تو بوجہ
 جو کہ دین پر نڈی ہیں یوں کہ اور غلط
 کو قافہ یہاں میں متورجی تو کہ

لوگوں کی مثال کو کہیں پر نہیں
سوچیں: تجھے دیکھنا ہے کہ کون

معتق کے جوانی ملا افسر کی بنا دیکھی مبادتغیہ ہے جو دولت مرصعہ تھا اس نے ظہار
عیت حد و درون وطن کی قسمت کنگل شاہدہ اس سدا کی کاہرم تھی۔ اس شہری کا دل سے بیعت
سے دوس نے رکت کی ہو گر دن و نل زمین میں نہیں تھیں۔ اس طرح انکی عورت میں کا سوا مل
نہی۔ معتق کا دل پر مٹا نے چہ اور جھنک کے۔ دن اور آمنت کی نوعیت بھی کم و بیش وہی تھی حد
ان کے ہوا نے بھی اسی طرح کے تھے۔ اس تناہی نے جو اشتعال کی عورت مل پیدا کی وہ متغیر
کی سی۔ میں دشنہ پر آئینہ نہیں تھیں۔ چہ ہت بڑھی تو کھس کی منوس۔ یہ بکری کی
تھیں۔ اور یہ قصبہ کا۔ یہ حد میں عورت تھیں۔ شگفتا نے بر حویل میں جو بکری وہ اپنے
لہجہ کی انکی ہو تھی اس جو کے کہا ہوا ہے۔ جسے قافیہ ناظم حیران دہر میں اصدیج
و ادہ جہت لاشہ عالم۔ معتق نے پھر ہا کی کسٹ غلط یہاں تک نہت میں قصبہ ہو کس کہ
کر اپنی ہے گھاس اور منی کی نیا دلی ہش کی۔

یہ عمل سب سے پہلے ہمارے میں جو فریضہ فیضیت، کلمہ، حج، اور لیماں ہیش کے
کئے ان سے شعرا کی قسمت گم نہ تھا۔ خود ہی ہے۔ مگر اس سے شعرا نے مناد ہوا

موصوفی نے لکھنے اور سونے کا کمال حاصل کیا۔ اس طرح کی مہارت اور چنگیزی دوسرے پرستار
شاعروں میں ہمیشہ سے ہیں۔ مگر کبھی بیت و کلام جو اپنے خود ساختہ شاعری ہیں اپنے ہی اور
شرعیہ کا کمال ترقی قائم رکھنے کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ دونوں جہتوں نے ایک مصلحت کی اہمیت
کو تسلیم کر لیا۔ تصور ربانیم دوست سے مضبوط میں تنہا ہی آچکا تھا۔ بھلا نیستی و دور ویر کی مصلحت
جو ملک کا ہی قابض تیرے کے تیار و دور ویر سے مزین اور مستعدوں کے کام تھے۔ چاہے اس کے کمال
کو نمایاں کرتے اور زبان کی صفا کے شریخی غلطی کو چھاننے اپنے ایک شخص میں یہ سب وسوسہ
رضوی اور یہ نے صبح کھلے گا

غرض غیبِ ازل مددوں سے تاجیک و دوسرے کا جواب اور جوابِ احوال کہتے رہتے تھے
دوسری طرف ان کے لئے طے کر کے پہنچا پہنچ کر اس کے پاس سے دوسرے کے پاس پہنچا اور
ڈھونڈ کر مل گئے تھے۔ اور غرض کہ ملتے ملتے ان کے جواب سے جانتے تھے کہ وہاں
کے اہل سیر کے عام کلام ملتے ہی اسناد اور ان کی شریعت اور فقہ کی شوریہ اور کہتے
رہتے تھے۔ ان کے پاس وہی سچا گئی بنیاد تھی جتنی ان کے پاس تھی۔ اور
ان کی زبانوں کے جیسے ثبوت ملے۔

مرد ستموں کا زبوں ہوتا ہے	بہن علم ظلم گھروں جوتا ہے (ہیر)
پرہیز میں جو رہے رنج و غم نہ ہوتا	ہو سے مرے نیچے کاڑھوتا ہے (تیر)
بہنو! ایسے عزائم اضاوت	مخون سے عقل ہوتا ہے میں (انک)
موت نہ کہ بھڑکے صبر کیسے	یہ سب نہ کہ قلعہ نہ بھڑکے کی (ہیر)
مگر نہیں وہاں اضاوت نہ ہوتا	نک ہے کہ گسے کہ شکرین ہے (نقہ)
ہر بار گسے گیس مرے مضمون کیسے	ہر کوہ قلعہ مرے دریائے گسے کا (ہیر)
منا ستموں نے فریادے ایسے	ہر ایک رنج کو خوشی پہا کر دیا (نقہ)

نقد و بررسی این کتاب در مجله «پژوهش‌های فلسفی» - شماره ۱۳ - بهار ۱۳۸۵ -

پھر لکھنے کے وقت اس میں ایسا لگاؤ نہ ہو کہ

مذہب کی وی عجیب و غریب بات | عورتیں جن میں سے یہ
 قسمت بڑی بھی طبیعت بڑی نہیں | ہے شکر کہ جو کی شکایت نہیں ہے
 مزاق میں ہے قول کا غلبہ خدا کا
 کہتے ہیں کہ کہ جھوٹ کی طاعت نہیں ہے

غالب اور حسیاں تخیل اور برائی قاطع کے درمیان کے ہیں لہذا ان کے دلیوں میں کچھ
بھری کے وطن میں تکیوں سے بھی زبان دہیاں اور تو انہیں کے سب سے گھٹے سے آخر میں ہیں
جنوں پر ان دنوں اور رول رہیں کی پیشیت اور اہمیت اور ان کے کردار میں ماحول سے آئے۔ فرہنگ
شکر کے حصوں اور ہر بات اور دوسرے مسائل میں واضح ہے۔ جو سادہ میں تخیلی اور مرقی
انہیں تقریباً بیسٹ میں رہیں جو کہ وہ رہیں میں کی کہیں۔ مثلاً سادہ میں کہیں اور انہیں۔ انہیں
لہذا، تخیل اور برائی کے درمیان میں ان کے کردار میں اختلاف کا سبب ہے۔

نتان اعداں کہنے کے کوئی سحر کے میرے جیسا زبان اعداں زبان کی صحت ہمارے بار
 ملحقان۔ ہر نئے نئے کی دلیک سنے کے حالت حد وسیع کی گفتگو کی زبان پر اسے جو شک کی
 ہے کہ وہ اسے براہ راست نہ کہہ سکے۔ انھوں نے جو جس حد پر کے شریعت میں نہ تھا انتخاب نقصان
 ہم کا یہ کہ جسے جو میں شاک کیا میں یہی کہنے سمجھتا ہوں کہ وہ نہ سمجھتا تھا کہ وہی کے قہر سے
 و نسبت کہنے کے شام کی دھوپاں ڈالنی ہوتی تھیں اس خیال سے کہ وہ اسے الی دلی پر
 جو ملک سے اس سے پہلے سے ہی کہ ایک غیر شہنشاہ کی نشتان ہوئے تھے کہ اس کے نظریات ان کے
 انیسویں صدی کی زبان و بیان کی نظریات ان کے مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ شہنشاہات
 اور شہنشاہ کی قوم۔ چھٹا ہے۔ وہی ہے۔ الی کہ شہنشاہات سے اس کے اختیار کے لیے کی اس
 کتاب کے چھاپہ پر مستعد ہیں کہ گئی تھی۔ جن میں سے بعض ہیں۔

۱. منہن و المیزش منہن حلیہ کلا۔

۲- تعریف و سبب، نسخ فساد از میان برداشتن و...

۲۔ گستاخی و عداوت و دشمنی و قتل و گستاخہ

۲۰۰۰

کلام سے پہنچ کر نصیب ناک تھا اور وہ طرہ نفاذ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جو اب سالہ شاہی
کیا۔ یہ سالگرد پر جس کے شمار و طبع مناسبت کے نام سے شہر کی بجا بھر کے شہر کی بجا بھر کے
پھر جو ایک شخص جو کوئی آقا علی نے تو دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا
نصیب میں تکی کا تیل ہے جو حقیقت بن گیا ہے جو کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا
خانہ سے مسجد تک کی فوری لاچار خفا و غنات ہے جس کے جالب میں نہایت کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا
مکتوبہ خانہ الہیہ نام کا سالگرد کھانا میں یہ طرہ نفاذ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جو اب سالہ شاہی
فوری میں کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا
کام کے بارے میں کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا اور اس کے کہہ دیا
کے ساتھ ساتھ شہر کی تعمیر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جو اب سالہ شاہی
وہ تعداد میں سے ہے۔

[illegible]

اس مختصر اس کتاب میں جو سب سے پہلی ہے۔ اس میں فرما کہ مختلف صورتوں میں مشغول
ترکیب مافیہ کے لئے، کے استعمل اور ان کے فوائد و نقصان اور اس کے دوسرے
مہمات میں مختلف ہندگوں میں سوکھ، رانی کی شکل اس کا مثبت پہلو ہے جس کا اس سے زبان و بیان
کے مختلف گوشہ و گوشہ سے بہت سے مسائل ملتے جلتے ہیں۔ رسول اللہ کتاب
کا دوسرا باب میں مضامین بیان کرتے ہیں کہ سوکھ مافیہ میں بیان کی کتاب باب ملامت کہنا۔ جو حکم
کی تفسیر میں ہے۔ یہ سب کوئی صحت جو دوسرے کے خلاف ہے۔ اس کا جواب ہے کہ یہ کتاب ہے۔

[illegible]

شب کو یہ آئے مگر اس کے گلاہ جگنو دھڑلہ رہا ہے مری کہہ کا جگنو جو ہاتھ
ڈاڑیہ شیر قیصر نے بھی کھتے کے معزناہ مستند الہی ہاں حضرت سے بعد قادیانی۔ نکاح بہتہ
موتوں کو بھیج کر بیگناہ سے اس کی تھوڑی چندی احمد پوری قیصر کے بعد متیہ قیصر۔ ایک
گلاسے میں لکھو۔

۱۰۔ اس وقت جرنے کئی مہینوں کے بعد پانی نامی گیہات سے اس کے ٹھونڈی
سے مہینہ بھیج کر رہا تھا۔ اس کی تو اٹھوں نے دیکھ کر ہنسنے لگی تھیں۔ اس
سے بھی اسے بخود دیکھ کر بھی بڑا ہنس دیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو میری تھیں یا نہیں، یہ
میں نے جھڑپا کر دیا ہے۔ پس میں نے۔۔۔

اس بے شوق نے اپنا ہاتھ گھنٹی کا ایک خانگراں کی سیدھی پی۔ انھوں نے کھانکھرائے گھنٹی سے جھپٹ کر لائی۔ وہ سب سے پہلی جگہ استعمال کا طریقہ کو

علا برتو سمنه آقا محمد و در شوقی که که علی سرحدی از این قتل خودی میجوید که سرحدی و در
و نقیضه میورانی است که قتل میورانی ۱۹۰۰

معدہ سر کا دوپٹا سب دھو کر لے کر آیا ۔ جو اس طرح پیرا ہو چکا تھا ۔
 وہاں آکر لکھنؤ میں اس کے نور و منشی احمد علی شوق نے اس کا کچھ حصہ لکھ کر علی گڑھ لے گیا
 فرق جو حضرت جلال نے لکھا ہے وہی صحیح ہے ۔ سند کے نام سے حضرت ننوں جگہ کی سند لکھتے ہیں
 ان کو یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ سند کی گنت مستند مساندوں کے ساتھ ہے جہاں تک ہم مانتے ہیں
 ہے ۔ سند کے یہاں غلط بہت طبع کے ہی سبب ہو کر نہ کوئی پہلے کسی نے مستند مانا ہے ۔
 اور ذوق مستندانہ ہے ۔ بعض ناخواب ، قریب اسیر ان کے نام کی سند جو تو ضعیف ہے یہ غلط
 اس بحث میں مٹھی علی گڑھ شوق کے ساتھ الاثر شیر قیصر بن تبشیر دہلوی اور شوق نیروی کے شکر و
 بیہ حسب عظیم آبادی حضرت علی خاں حضرت ننوں احمد شوق کے ایک شکر جو اصل عظیم آبادی ۔
 نے ہی لکھا ۔ اصل عظیم آبادی نے پہلے مٹھیوں میں لکھا تھا ۔ اگر مستند نہ ہوتے تو جو اصل لکھی
 جہتم ۔ کہ تذکیر کے سوا ان کی سند چھوڑ کر سند میں مانی جانتے تو بھی سند
 لکھنوی شعرا نے اس کا سہارا بطور زہر کیا ہے چنانچہ انھوں نے اس پر لکھنوی کے شاعر دانا
 حیدر خان کا ایک شعر مستند میں پیش کیا ۔

شب کو یہ داسے اگر اس کے گلو مجھو جو شرارہ سے مری آہ کا جگڑا جو جاتے
 اڈیڈ شیر قیصر نے بھی لکھتے کہ مستند الہی بنال حضرت سے مدد ملے گی ۔ مگر جہتم
 حوتوں کا بھی کر بیگات سے اس کی تصدیق چاہی وہ پوری نصیحت کے بعد شیر قیصر نے ایک
 شاعر سے یہ لکھا ۔

اس سند ہم نے کئی مرتبہ زفیروں کے ساتھ دیکھی مانی بیگات سے ان کے مٹھیوں میں
 مستند حوتوں کے لکھ کر دیکھ کر ان کی قوا انھوں نے دیکھا کہ ہم لوگ مکتوب لکھتے ہیں ۔ اس
 سے علی گڑھ مجنوں دونوں کا بھی یہی طرز تھا ۔ بعد لکھا تھا کہ تحقیق ناقص ثابت

ہوئی ۔ حضرت ننوں اپنی تصدیق واپس لیں ۔ مطہر ۔

قرآن میں ہے کہ لکھنوی کو ایک خط لکھا کہ اس کی تصدیق چاہی ۔ انھوں نے لکھا کہ شرا نے لکھتے
 یعنی دونوں محدثوں سے اس خط کو لکھ لیا ہے ۔ یہی رائے میں بھی مستند تھا کہ

مٹھیوں میں لکھنوی ، شوق کے لکھ کر دیکھا کہ انھوں نے خودی شیر قیصر سے لکھا ۔
 خط جو راولپور لکھا ہے ۔ ۴۹۰

کار و فنی طور پر چکا ہے۔ موافق آپ کے لکھے کے بنوہ معائنہ حاضرت شاہ دو تہم طور پر ہے۔
 کبھی آیا چمکتا ہوا کھوں کو قطرہ | بہت گہرے ستارے کہ جگنو تیرے ۱
 جال طوق کا اس میں نہیں کھرتو ہے | سہیل کھس ہے اس کے لکے کی جگنو کا
 اس کے ساتھ ہی بیڑ صنفِ منیر آبادی ہے پاک صفوں میں مختلف مساندہ کھنکے کام سے جگنو
 جس نے زہر کے سند کا ش کس کے اے شاکہ کر لیا۔ آخری شوق سے یہی معلوم ہو کہ طوق کے ہا ہا اور
 گل چھون نہ ہو ہے۔ اشعار یہ تھے | سے (ہل دی چوری شاکہ دیکھ کر تھی)
 کہ تین کے شب اس کا دل کی ادب | یہ یہ کی گئی وہ جو ہے جن میں نہا ہے
 ۴ تھا جو کہ دن وہ گل، دے سے | جو آتی ہے پھولوں کی بو لے سے
 اٹھائوں میں آنکھوں کا آرا کھ کر | قاصد جو ہا جگنو گلے سے لے کر لکھ کر
 عاشقوں کے جنت کا تر جہا کوئی تو ہو | کر لے میں آپ کے جگنو نہیں جگنو تو ہلا کر لکھ کر
 اس شعر کے میں قصہ کی تحقیق اور جستجو کی تلاش میں ہو نہیں اس سے زبان اور صنفِ زبان کے سب سے
 میں کئی پہلو روشن ہو گئے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ زبان کی تحقیق اور تلاش اور علم کے حصول کے لئے
 مرکز زبان سے دور کے بھی بل علم اس طرح مستند ہیں بطرح اہل زبان کی علم ہو سکے ہیں شرط ہے
 کہ ایک علم خاندانِ علمِ نائل سے کہا جائے۔

لسانی تحقیق

اٹھارویں صدی تک شہرِ رانیہ کی زبان کی تیس سے مستند و معتبر بہ عکس
 بعضی خوشحال نے دی کے متبرین کو کھنک پھلایا۔ یہاں تک کہ ۱۹ ویں صدی میں
 رات دلی سے سیاسی قلم ختم کر لیا۔ جو سیاست کا شریعت اور زبان بھی میدان میں
 ۱۸۵۱ء میں کر دیا۔ چند مقامات اور عیسوی کے دعوے سے آئے چڑھ کر ان کھنک سے
 وادی کے مقابلے میں معتبر مستند طور پر شروع کر دیا اور ملک نہیں کا ادا کیا۔
 قرآن مجید اور کے غیر ۳۹۸-۳۹۹

کی تو کار چھوڑ کر دوسری چیز پر توجہ دینی چاہیے۔ لیکن کھنڈ کی ٹیکہ دہی میں تکرار ہوئی کے کچھ بڑی بڑی
 دلدادوں نے کھنڈ مرکز زبان تسلیم تو کی مگر ان کی چوڑوں کا برابر مقابلہ کرتے رہے۔ حیرت انگیز دہلی نے
 پانچ-پہر میں زبان میں تسلیم نہ کر کے بے دلی کا دروازا کھول دیا۔ کئی تہذیبی کھنڈی نے
 منازعہ طلب میں مادیوں کے ساتھ باوجود قوت کے کھنڈی تسلیم ہوئی نے سر دوش نہ کیا۔ جب دلی
 ایک ستر پر پہنچا، مرتبہ ایسی راہ کی، صلیب کرنے کا حکم دیا جو حکم غیر خود میں دلی کو کھنڈی کھنڈی
 کہہ دیا۔ مگر دلی اس آقا کے حکم میں نہیں آئی۔ دوسرے دن کو دلی کو کھنڈی حضرت دلی اس میں
 نہیں بولے

آج کے شاگردوں میں سے شاگردوں نے جب تک اختیار کا سلاہ لیا تو کھنڈی کو
 صبر نہیں کیا۔ اب دلی نے ان کی نسبت ہی اس حوالہ اور حقائق اور تہذیب کی اس پیشکش نے شکست
 کو منہ دیا۔ اب دلی سر کے لیے۔ ان حضرات اور ذہن کا تہذیب نے بیشتر مصلحتوں کے لیے کیا کھنڈی میں
 اس میں اور دلی میں دور کا دور دورہ ہے۔ دستاویز کی غلطی سے اس کو دور دورہ ہے۔ آج کے
 اور ماضی کے زمانے کی تبدیلی نے یہ جگہ ہی ختم کر دیا۔ عرق ہے کہ دلی میں نے دلی کی ماضی
 مرکزیت کو تسلیم کیا ہے۔ اعلیٰ مقام پر لے گیا۔ ہر مہرہ زبان منہ سن کے اگر مصلحتوں میں دلی
 جاتی ہے۔ مگر اس کے لیے جانے کہ نسبت صرف دلی کو کھنڈی کی غلطی ہے۔ مگر آج کے دن کھنڈی
 میں ہندوستان کے ہی مشورے ہیں۔ اعلیٰ مقام پر لے جاتی ہے۔ ہندوستان میں دلی کو کھنڈی کی
 جاتی ہے۔ یعنی دلی اور کھنڈی کا ماضی ہے۔ تہذیب کا ماضی ہے۔ کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو
 براہ کرم کی کھنڈی نہیں کی جاسکتی۔ مگر ماضی کا کھنڈی ہے۔

دستوں میں ہر ایک تسلیم کیا جاتا ہے صرف وہ نہیں ہیں جہاں کی اور وہ ماضی
 جاتی ہے۔ دلی کو کھنڈی دلی کی زبان میں لے سکتی ہے۔ کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی
 شاد ہو رہا ہے۔ کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو
 حنت اس لیے کہ وہ دلی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو

حکومت پر کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو
 کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو کھنڈی کو

تذکرہ قیامت کے مخلوق کا بھی رزا صاحب نے ذکر کیا ہے۔ دست پناہ بھی اس قیامت سے ہے۔
 رزا صاحب کے قول کے بعد میں ذکر کروں گھنٹیوں پر مرثیہ ہے جلد بقول آخر۔ دست پناہ گھنٹیوں
 بھی ذکر ہے۔ رزا صاحب بھی یہ درکھیں کہ بہنے دست پناہ کو دسپ پناہ ہے اور اس پر بھی
 مجبور و مسک سے۔ راسیت و رول کی بیک وقت ریت بھی خامی و فیسپ ہے۔ صوفی کی ریت بقول
 آریا صاحب دلی پر ہوا ہے۔ خنوں میں کپار دلی میں کپار۔ گھنٹوں کا مکان سار دلی میں مذکی
 گھنٹیوں میں سار دلی ہے اسی طرح بھیار دلی میں بھیار دلی اور گھنٹیوں میں بھیار اور بھیار صاحب کے
 تھوں گھنٹیوں کی رکی بن دونوں مستقل ہستوں ہر دونوں کے میں ہی فرق ہے کہ دلی
 کو مدی بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح بھیار اور بھیار دونوں گھنٹیوں میں مستقل ہیں۔ رزا صاحب نے
 پانچویں سنا، ایسی انگٹھ وینکٹ ناجا چھٹے کا رنگ کنا اور غیر مہادرات کو گھنٹا بتایا ہے۔
 بسب کی بقول ثانیہ مذکورہ کا دست دلی کے کوئے کے سے میرا پڑا ہے ہوں۔ یہی حال ہر بچھے
 ہر کام ہے میں نے گھنٹیوں کی شریف کو گھر کچھتے نہیں سنا۔ یہ گھنٹیوں کی زبان سے داد میں
 نہنے ہوئے ہیں، اور تو سنیہ جو ش سے لپیچ (راہ سولہ) دلی کی زبان اور پچ گھنٹیوں کی زبان ہے
 تو دی شس ہوئی کہ اپنی دلی اور سہ پہ گوال۔ دلی کے امری ناچا حضرت ظہر کا شرف ہے

جنا کو ہم نہ او بگتے تھے ہا سو اسے غفرت

میکہ سک کچھ نکم غفرت سک کر لی گئے

اور آتش گھنٹیوں گھنٹا ہے

یہ کہ دیکھنے کی زنجیر سے آواز آتی ہے

وہ پلا میں چن ہے جو بے تپک کے گھنٹوں میں

جکھنٹوں گھنٹیوں اندھیر اندھیرا، اجالا، اسیا، کنتھا، کاغھا دھن مستوں میں

ہا ہا ہے کو کیسا اجلا اور گھنٹیوں میں کسا ہوا جوتے ہیں شہدک بھی گھنٹیوں میں

مک کی بھی ہے۔ ریت سارنگ شہدک بڑی کی کے لئے غصہ صوفی ہے۔ اس سون

پر بھی بگٹھو ہے۔ موصیغ اور خیر ضحک کی بات میں زیر ہفت گئی ہے اس سلسلے

میرا وہ سوا کا کے عہد سے چھ مہینے لوگ مایوں اور مرقدہ کی گزرت تھی شعبہ
 نہیں تھی مگر وہ سوا کا کے زمانے میں سرور گئے ہائے بوقت مہمانوں کے خوف سے گھبرانے اور
 ہنسے۔ سوا کی نسبت اور تیز گرفت نے بدست کا شہری اور قاتر گئی۔ پیسے لوگوں کو پریشان
 کر دیا۔ انش اور مصلحتی کے معرکوں نے اس ملک کو اندر کیا۔ جو کے عہد میں مصلحت غمی زبان دان اور
 و توانی کے ہم کی واقفیت ہی نہیں بہاوت کی مزدت محسوس ہدی تھی۔ ان نیکو عہد بان دان کا منہ
 جھوٹ بنا۔ ان سرور کو آرائش کے دل کے عہد پر بعض مصلحتوں کو رقم انداز کر کے ان کے کچھ تجربے
 کے۔ افضل نے خود کی ترکیب و طبعیات کے بہتے میں ان کا ترکیب و طبعیات کو اپنی زبان میں سونے
 کی کوشش کی۔ سن کی بہت سی نروں اور۔ بخت کے نروں میں۔ یہ صہہ اور آسہ۔ جرات نے لوگ بھریں
 جو کس کھا رہا تھا اس کی دلیل ہے۔ فوجی اور شاہانہ کے سوکھ و خوشی کے سنے اسکا است پر بہت ہوا
 اور یہ من مانتوں کے روشن پہلو تھے۔

کتابیات

۱. میزبان کتب و تفسیر شکست کنی، از خضر خفایه کتب نادره ترقی اولی و دومین نیم نیکو
۲. زبان و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۳. زبان و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۴. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۵. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۶. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۷. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۸. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۹. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۰. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۱. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۲. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۳. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۴. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۵. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۶. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۷. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۸. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۱۹. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه
۲۰. لغت و لغت: از دکتر محمد تقی میر صاحب ۳۳۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه و ۳۰۰۰۰ کلمه

- [illegible]

۳۳. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۳۴. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۳۵. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۳۶. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۳۷. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۳۸. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۳۹. دق و سوزش در دماغ و دماغی -
 ۴۰. دق و سوزش در دماغ و دماغی -

